جلد ۲۲ شمارہ ۴

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شہادت 1360 ھش

اپریل 1981ء

ایڈیٹر غلام باری سیف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ

شہادت ۱۳۶۰ ہش

اپریل ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

مُدیرانِ اعزازی
ملک صلاح الدین صاحب بھارت
مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن
کمال یوسف صاحب سکینڈے نیویا

فہرست مضامین

پبلشر :۔ چوہدری محمد ابراہیم
مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت :۔ دفتر ماہنامہ انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۱	مَاهنامَہ انصارُ اللہ ربوَہ	شمارہ ۴

شہادت ۱۳۶۰ ہش

جب حضرت انسؓ رو دئیے

مشہور تابعی جنہوں نے احادیث کی تالیف کی امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت انسؓ رو رہے ہیں۔ میں نے آپ سے گریہ کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا:۔

مَا اعرف شیئًا مِمّا ادرکتُ اِلّا ھذہِ الصلوٰۃ وھذہ الصلوٰۃ قد ضیعت

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب تضیع الصلوٰۃ عن وقتھا)

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو کچھ میں نے پایا تھا آج وہ نظر نہیں آتا۔ سوائے اس نماز کے اور یہ نماز بھی ضائع ہو گئی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت انسؓ نے فرمایا لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ہر چیز تم نے بدل دی ہے۔ تو کسی نے کہا کیا نماز بھی تو اس پر انہوں نے فرمایا الیس ضَیَّعْتُمْ ما ضَیَّعتُمْ فیھَا۔ کیا تم نے اس میں بھی نقصان یا تبدیلی نہیں کی۔

باب کے تعلق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بروقت نماز ادا کرنا مراد ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خشوع خضوع سے نماز کا ادا نہ کرنا۔ نماز کا اصل نقصان ہے۔ امام ترمذی ابواب العلم میں حدیث لائے ہیں:۔

یرفع من النّاس الخشوع یوشک ان تدخل مسجد الجامع فلا تری فیہ

رجُلاً خاشعًا۔ (ترمذی ابواب العلم باب ماجاءَ لاستیصام من یطلب العلم)

کہ سب سے پہلے لوگوں سے خشوع وخضوع اٹھالیا جائے گا۔ تو جامع مسجد میں جائے گا اور تجھے کوئی آدمی خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتا نظر نہ آئے گا۔

صحابہ ایک دوسرے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت اور انداز ادائیگی نماز بتایا کرتے تھے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کی کیفیت کیا ہوتی تھی۔ اس خشوع کا اندازہ اس دُعا سے کیجئے جب رات کی تنہائی میں سجدہ ریز ہو کر محبوب خُدا اپنے خُدا سے یہ کہہ رہے تھے۔ سجد لک رُوحی و جنانی۔ اے اللہ میری رُوح اور میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہو گئے ہیں۔ کسی نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور کی نماز کی کیفیت کو دریافت کیا تو آپ کا جواب یہ تھا لا تسئل عن حُسْنِهِنّ وطولهن۔ کہ حضور کی نماز کا حسن اور طوالت کا بیان ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کا عادی ہے تو اُس کے مومن ہونے کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔

(ترمذی باب التفسیر)

ایک اور حدیث میں ہے کہ سات آدمیوں پر قیامت کے دن خُدا کا سایہ ہوگا۔ جس دن سوائے خُدا کے کسی چیز کا سایہ یعنی پناہ نہ ہوگی۔ اُن میں سے ایک وہ ہے۔ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بالمسجد کہ جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ

(ترمذی ابواب الایمان)

کہ بندے اور کفر کے درمیان حد فاصل ترک نماز ہے۔

سورۃ کہف کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔ مذہبی جماعتوں کی زندگی کا معیار ذوق عبادت ہے قرآن مجید میں متعدد جگہ اقیموا الصلوٰۃ کا حکم آیا ہے اور اقام کے معنے نماز کو درست طور پر اور باجماعت ادا کرنے کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ذوق عبادت، خشوع و خضوع اور وقت پر ادائیگی نماز کی توفیق عطا فرمائے۔

رضائے باری تعالیٰ

اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کا ایک ذریعہ دعاء ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:۔

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي۔

کہ مَیں پکارنے والے کی پکار کو سُنتا ہُوں۔ پس چاہیئے کہ میرے بندے مجھ سے دعا کریں۔

ہر انسان کی کچھ ضروریات ہوتی ہیں۔ کبھی وہ وقتی ہوتی ہیں۔ مثلاً کوئی مقدمہ ہے۔ بیماری ہے۔ پریشانی اور ابتلاء ہے۔ طبعی طور پر مومن کے ہاتھ اپنے مولیٰ ہی کی طرف اُٹھتے ہیں۔ کہ اُس کا ملجاء وماویٰ وہی ہے قاضی الحاجات وہی ہے۔ مشکل کشا وہی ہے۔ اس کے سوا دوسری طاقت کونسی ہے جو حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ اور وہ ارحم الرّاحمین بندے کی دعاؤں کو سُننا اور انہیں پایۂ قبولیت جگہ دیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ عام حالات میں خُدا سے کیا مانگنا چاہیئے۔ یہ تو درست ہے کہ سب کچھ سے مانگے۔ کسی اور کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔ اُسی کے در کا گدا بنے۔ سوال یہ ہے کہ جب مانگنا ہی ہے تو خُدا سے کیا مانگے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خُدا سے اُس کی رضا طلب فرماتے تھے کہ اگر اُس کی رضاء نصیب ہو جائے تو یہ ایک بہت بڑی دولت ہے۔ یہ جامع ہے تمام نعمتوں کی۔ یہ ذریعہ اور حاصل ہے اطمینان قلب کا۔ اس لئے بہت عجیب دُعا ہے گناہوں کی مغفرت یعنی استغفار اور حصول رضائے باری تعالیٰ۔ استغفار کے دونوں معنے ہیں۔ گناہوں کے اثرات اور نتائج سے اس کی حفاظت طلب کرنا۔ اور گناہوں سے بچنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی یاد رہے کہ باقی ہر قسم کی دعائیں طفیلی ہیں۔ اصل دعائیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کرنی چاہئیں۔ باقی دعائیں خود بخود قبول ہو جائیں گی۔ کیونکہ گناہ کے دُور ہونے سے برکات آتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۸۵)

سنگدلی کی انتہا

اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کا امتحان کرتا ہے۔ تو اُس کے بندے اُس کے آستانہ پر گرتے ہیں وہ خُدا سے عفو و عافیت کے طالب ہوتے ہیں۔ نیک طبع اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ وہ مغفرت کے طالب ہوتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ شاید ہماری کوئی غلطی یا کوتاہی اس کا موجب ہے۔ اور وہ جو اس ابتلاء

سے محفوظ ہوتے ہیں۔ وہ مبتلائے آلام کو دیکھ کر خیر خواہی کے جذبہ کے تحت اپنے بھائی کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اُس کی تکلیف کو دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خُدا کا شکر بھی کرتے ہیں کہ وہ مبتلائے آلام نہیں ہوتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کسی مرض یا آلام میں مبتلاء دیکھو تو دعا کرو۔

الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ و فضّلنی علی کثیرٍ ممّن خلق تفضیلا۔

خُدا کا شکر ہے اُس نے مجھے اُس سے محفوظ رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔

ایک بار ایک سفر کے دوران صحابہ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ پڑاؤ کیا۔ جو برباد شدہ بستی تھی صحابہ نے اُس بستی کے کنوؤں سے پانی لیا آٹا گوندھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو آپ نے گندھے ہوئے آٹے جانوروں کو کھلا دینے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا یہاں سے کُوچ کر جاؤ۔ چاہیئے تو یہ تھا تم یہاں سے گزرتے تو خُدا کے عذاب کے تصوّر سے تمہاری آنکھیں تر ہو جاتیں۔ تم استغفار کرتے یہاں سے گزر جاتے کہ یہ مقامِ عبرت ہوتے ہیں۔

پچھلے دنوں ضلع گوجرانوالہ اور شیخوپورہ میں جو تباہی مچی اُس پر ہر دردمند دل بھر آیا۔ وہ بگولا تھا یا طوفان جو سو میل کی رفتار سے آناً فاناً آیا۔ اور چند لمحات میں ہر طرف تباہی و بربادی بکھر گیا۔ پختہ چونے گچ عمارتیں۔ مٹی کے گھروندوں کی طرح زمین بوس ہو گئیں۔ مکانوں کے ملبے سے سڑکیں اٹ گئیں سینکڑوں آدمی زخمی ہو گئے۔ ہزاروں بے خانماں ہو گئے۔ اور بیسیوں خُدا کو پیارے ہو گئے۔

چاہیئے یہ تھا کہ یہ منظر دلوں میں خشیت اللہ پیدا کرتا۔ انسان انسان کی عملاً ہمدردی کرتا۔ مصیبت زدوں کی مدد کے لئے ہم میدان میں اُترتے اور بعض انسانوں نے ایسا بھی کیا۔ الحمد للہ امام جماعت احمدیہ کے ارشاد پر خدمت کا جذبہ رکھنے والے افراد جماعت نے نارنگ منڈی پہنچ کر اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔ لیکن کچھ سماج دشمن انسانوں نے جنہیں خُدا نے محفوظ رکھا تھا جو کچھ کیا اُس کا اندازہ اس خبر سے کیجئے۔ جانے آج کا انسان اتنا سنگدل کیوں ہو گیا ہے۔ خُدا کا قہر بھی اِسے راہ راست پر نہیں لاتا۔

اخبار امروز ۹ مارچ ۱۹۸۱ء "وہ عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتے" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"قلعہ دیدار سنگھ۔ ۸ مارچ۔ مدنی پور میں غریب عوام پر جو آفت آئی۔ وہ علاقہ بھر کے لوگوں سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن اس دوران ایک انتہائی افسوسناک واقعہ بھی دیکھنے میں آیا۔ کہ سلیم نامی ایک شخص جو خود کو بلدیہ قلعہ دیدار سنگھ کا ملازم بتاتا تھا۔ متاثرین کو دوائیاں اور

ٹکٹے بہم پہنچانے کی غرض سے کوٹ بھدانہ اس اور دیگر دیہات کے لوگوں کے ساڑھے تیرہ سو روپیہ اینٹھ کر چلتا بنا۔ دکھی انسانیت اس کا انتظار ہی کرتی رہی۔ لیکن اسے نہ آنا تھا نہ آیا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ملزم سلیم بلدیہ کا ملازم بھی نہیں۔ حکام کو چاہیئے کہ وہ اس شخص کا سراغ لگائیں۔ تڑپتی ہوئی انسانیت کو دھوکا دینے کے جرم میں اُسے کڑی سزا دیجائے!

بدطینت افراد اس عذاب الٰہی کے دوران بھی مذموم حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ نارنگ منڈی ہی متعین امروز کے نامہ نگار کے مطابق ایک شخص محمد دین نے زندگی بھر خون پسینہ کی کمائی سے اپنی جوان لڑکی کے لئے جہیز تیار کیا تھا۔ چند دنوں بعد اس کی بارات آنے والی تھی۔ اس کا مکان طوفان کی وجہ سے منہدم ہو گیا اور وہ تاریکی میں باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ لٹیروں نے مکان کا صفایا کر دیا۔ مدنی پور کے محمد رفیق کے لڑکے شہزاد کی بارات واپس گاؤں جا رہی تھی۔ بارات بس میں سوار تھی۔ جب ریلوے روڈ پر پہنچی تو طوفان میں گھر گئی۔ لٹیروں نے موقعہ غنیمت جان کر دلہن کا سارا جہیز لوٹ لیا۔ اسی طرح ایک شخص ناظر حسین منگو نارد کے بیٹے کی بارات واپس گاؤں جا رہی تھی۔ دلہن اور دلہا نے طوفان سے بچنے کے لئے گرلز سکول کی نو فٹ اُونچی دیوار کا سہارا لینے کے لئے کار دیوار کے سایہ میں کھڑی کر دی۔ تھوڑی دیر بعد دیوار کار پر گری تو دلہن اور دلہا شدید زخمی ہوئے۔ انہیں فوری طور پر ہسپتال داخل کر دیا گیا۔ جہاں ان کی حالت نازک ہے۔ لٹیرے دلہن کا سارا سامان لوٹ کر لے گئے۔

یہ پڑھا تو قرآن مجید کی یہ آیت زبان پر آگئی۔

الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل خشیت اللہ سے جھک جائیں۔

سب سے بہتر وظیفہ

" میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ اور سمجھ سمجھ کر پڑھو۔ اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اس سے حل ہو جائیں گے۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے فرمایا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ "

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۳۳)

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ بَدْرٌ مُنَوِّرٌ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بدر انور ہے

فَطُوْبیٰ لِمَنْ صَافیٰ صِرَاطَ مُحَمَّدٍ
وَمِثْلُ هٰذَا النُّوْرِ مَا بَانَ نَیِّرٌ

مبارک ہو اُس کو جس نے راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کی۔ ایسے انور جیسا تو کوئی نور دینے والا نہیں ہوا۔

وَصَلْنَا اِلَی الْمَوْلیٰ بِهَدْیِ نَبِیِّنَا
فَدَعْ مَا یَقُوْلُ الْکَافِرُ الْمُتَنَصِّرُ

ہم نبی کی ہدایت سے مولیٰ تک پہنچ گئے ہیں۔
پس جو کچھ کافر نصرانی کہتا ہے سب چھوڑ دے۔

وَفِیْ کُلِّ اَقْوَامٍ ظَلَامٌ مُدَمِّرٌ
وَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ بَدْرٌ مُنَوِّرٌ

سب قوموں میں ہلاک کرنے والی تاریکی ہے۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بدر انور ہے۔

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ مُهْجَةُ مُهْجَتِیْ
وَمِنْ ذِکْرِهِ الْاَحْلیٰ کَاَنِّیْ مُثْمِرٌ

تحقیق رسول اللہ ہی میری جان کی جان ہیں۔
اور اُسکے شیریں ذکر سے میں ثمردار ہو گیا ہوں۔

فَدَعْ کُلَّ مَلْفُوْظٍ بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ
وَقَلِّدْ رَسُوْلَ اللهِ تَنْجُ وَتُغْفَرٗ

ساری باتیں محمدؐ کی باتوں کی خاطر چھوڑ دے۔
اور رسول اللہ کی پیروی کر تو نجات پائیگا اور بخشا جائیگا۔

وَلَیْسَ طَرِیْقُ الْهُدٰی اِلَّا اتِّبَاعَهٗ
وَمَنْ قَالَ قَوْلًا غَیْرَهٗ فَیُتَبَّرٗ

ہدایت کی راہ تو اُسکا فرقان ہے۔
جس نے اُس کے بغیر کچھ کہا وہ ہلاک ہوا۔

(کرامات الصادقین ص۴)

ہست یادت کلیدِ ہر کارے

تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے

کس نظیرِ تو نیست در دو جہاں / ہر دو عالم توئی خدائے یگاں

دونوں جہاں میں تیرا کوئی نظیر نہیں / دونوں عالم میں تُو اکیلا ہی خدا ہے۔

زورِ تو غالب است بر ہمہ چیز / ہمہ چیزے بہ جنبِ تو ناچیز

ہر شے پر تیری طاقت غالب ہے / اور ہر چیز تیرے مقابل پر ناچیز ہے

ترست ایمن کند ز ترس و خطر / ہر کہ عارف ترست ترساں تر

تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے / جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے

ہست یادت کلیدِ ہر کارے / خاطرے بے تو خاطر آزارے

تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے۔ / تیرے بغیر ہر خیال دل کا دکھ ہے۔

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز / بختِ گم کردہ را بیابد باز

جو تیری درگاہ میں عاجزی سے روتا ہے / وہ اپنی گم گشتہ قسمت کو دوبارہ پاتا ہے۔

لطفِ تو ترکِ طالباں نکند / کس بکارِ رہت زیاں نکند

تیرا لطف طالبوں کو نہیں چھوڑتا / کوئی تیرے معاملے میں نقصان نہیں اٹھاتا

ہر کہ باذاتِ تو سرے دارد / پشت بر روئے دیگرے دارد

جو شخص صرف تجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ / وہ دوسرے کی طرف پیٹھ پھیر لیتا ہے۔

(دیباچہ براہین احمدیہ)

شیخ عبدالقادر صاحب (لاہور)

حضرت مریم صدیقہ

تاریخ کے کربناک لمحات میں

ولادتِ مسیحا کو چالیس دن گزرے ہیں۔ حضرت مریم ننھے بچے کو اٹھا کر اسم طہارت کے لئے ہیکل میں حاضر ہوئیں۔ یروشلم میں شمعون نامی ایک ولی تھا۔

"وہ آدمی راستباز، خدا ترس اور اسرائیل کی تسلی کا منتظر تھا۔ اور روح القدس سے مؤید۔ اس کو روح القدس کے توسط سے یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ جب تک تو خدا تعالیٰ کے مسیح کو دیکھ نہ لے۔ موت کو نہ دیکھے گا۔"

اسے روح القدس سے ہدایت ہوئی۔ ہیکل میں جاؤ۔ وہاں ایک بچہ لایا جائے گا۔ یہ وہی ہے جو اُمت کا مسیحا بننے والا ہے۔ وہ فوراً ہیکل میں آیا۔ مریم کی آغوش میں بچے کو دیکھا۔ اس کی نگاہِ مردم شناس نے پہچان لیا۔ امتِ اسرائیل میں پیدا ہونے والا پسرِ موعود یہی طفل ہے۔ اُسے اپنی گود میں لیا اور خدا کی حمد کی بعض پیشگوئیاں اس کی زبان پر جاری ہوگئیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

" یہ بچہ بنی اسرائیل کے لئے نشان ہے۔ جسے لوگ رد کر دیں گے۔

" بنی اسرائیل کا ایک طائفہ انکار کر کے ٹھوکر کھائے گا۔ اور گر جائے گا۔ لیکن ایک بڑا طائفہ ایمان لا کر اُٹھ کھڑا ہوگا۔

" یہ بچہ امتِ اسرائیل کے لئے جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ ایک نُور جو کہ غیر قوموں پر خُدا کی مرضی کو منکشف کر دے گا۔

" اسکی مخالفت ہوگی۔ یہاں تک کہ اے مریم تیرے دل کے اندر سے تلوار گزر جائے گی۔ یہ صدمہ رائیگاں نہیں جائے گا۔ اس کے بعد لوگوں کے قلوب کھول دیے جائیں گے اور نیک سوچوں کا اظہار ہوگا۔

(انجیل لوقا $\frac{2}{35-22}$ ترجمہ نورگا سپلی از چارلس کنگر ٹوری)

اس بشارت کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ یہود یروشلم نے آپ کے زندگی بخش پیغام کو رد کر دیا۔ آپ نے بتایا۔ کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں۔ جو اس بھیڑ خانہ میں نہیں ہیں۔ غیر قوموں میں جلاوطن

اسباط بنی اسرائیل کے پاس مجھے جانا ہے۔ وہ میری آواز سنیں گے۔ اور خدا کی منادی کے شنوا ہوں گے پھر ایک ہی گلہ ہو گا۔ اور ایک ہی چرواہا۔ (یوحنا $\frac{۱۰}{۱۲-۲}$)

اس مشن کی تکمیل سے قبل ہی یہود نے سیاسی اور مذہبی دباؤ ڈال کر رومیوں کے ہاتھوں آپ کو صلیب پر کھینچ دیا۔

حضرت مریم صدیقہ صلیب کے المناک سانحہ کے وقت اپنے بیٹے کو کچھ دور فاصلے پر کھڑی دیکھ رہی تھیں۔ وہ زار و قطار رو رہی تھیں اور دلسوز دعاؤں سے ان کے لب تڑپ رہے تھے۔ ان کا کلیجہ پھٹنی تھا۔ بایں ہمہ وہ خدا تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی رحمت سے مایوس نہیں تھیں۔ کچھ اور خواتین بھی موجود تھیں۔ حضرت مسیح کے محبوب حواری یوحنا بھی تھے۔ صلیب پر سے آواز آئی۔

ماں سے کہا۔ اے خاتون! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے (یعنی یوحنا)

پھر شاگرد سے کہا۔ دیکھ! تیری ماں یہ ہے۔ (یوحنا $\frac{۱۹}{۲۷}$)

اس کے بعد حضرت مسیحؑ گہری بے ہوشی میں ڈوب گئے۔ رومی سپاہیوں کو دھوکہ ہوا۔ کہ مر گئے۔ صلیب سے اتار کر لاش کو پیلاطوس کے حکم سے یوسف آرمتھیا کے حوالے کر دیا۔ قدرت حق سے مخفی اسباب پیدا ہوئے۔ آپ "زندہ" ہو گئے۔ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو اپنے شاگردوں کو ملے۔ ان کو یقین دلایا۔ کہ میں زندہ موجود ہوں۔ اناجیل اربعہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ واقعہ صلیب کے بعد نئی زندگی پا کر حضرت مسیح علیہ السلام اپنے حواریوں کو ملے۔ آپ کے ایک محبوب حواری توما تھے۔ ان کو یقین نہیں آیا۔ انہوں نے آپ کے زخموں میں انگلی ڈال کر تسلی کی۔ کہ کوئی بھوت پریت نہیں۔ سچ مچ کا انسان وہی ہمارا آقا ہے۔ جو صلیب سے پہلے تھا۔ حضرت مسیح یروشلم سے سات میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں مخفی ہو گئے۔ حواریوں نے آپ کے ساتھ کھانا پیا۔ طویل سفر کے بعد گلیل میں پہنچے۔ ایک دفعہ پانچ صد معتقدین کو ملے۔ ملاقاتوں کی تفصیل اناجیل اربعہ اور پولوس کے خط کرنتھیوں اوّل میں موجود ہے۔

دہ اپنی ماں سے بھی ملے تھے؟

اس کا کوئی ذکر انجیل میں ہم نہیں پاتے۔ حالانکہ ماں کو ملنا فائق اور سب سے ضروری امر تھا۔ کسی مصلحت کی وجہ سے ماں کی ملاقات کا ذکر انجیلی بیانات میں تثلیث پانے کی بجائے حذف ہو گیا۔

موجودہ انجیل یونانی زبان میں ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مادری زبان آرامی تھی جو کہ بعد میں سُریانی کہلائی۔ اور آپ کی مذہبی زبان عبرانی تھی۔ عبرانی اور ابتدائی سُریانی انجیل ناپید ہے۔ قرنِ اوّل

میں "انجیل عبرانیہ" موجود تھی۔ اس کے حوالے آبا د کلیسیا کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ اسی طرح دوسری صدی میں ایڈیسہ کے عیسائی عالم ٹیشین TATIAN نے اناجیل اربعہ اور عبرانی انجیل کے اقتباسات کی مدد سے ایک مسلسل بیان پر مشتمل "سُریانی انجیل" مرتب کی۔ یہ انجیل مشرق کی کلیساؤں کی زینت تھی۔

پانچویں صدی عیسوی میں رُومی کلیسیا کا غلبہ ہوگیا۔ سُریانی انجیل کے سارے نسخے قرات کے علاقہ میں واقعہ کلیساؤں سے واپس لے کر جلا دیے گئے۔ ایک دفعہ دو سو نسخے جلائے گئے۔ اس طرح سریانی انجیل جوکہ پانچ انجیلوں کا گلدستہ اور خوبصورت مجموعہ تھا ایسی غائب ہوئی۔ کہ پھر منظرِ عام پر نہ آسکی۔

سریانی انجیل میں یہ لکھا ہوا موجود تھا۔ کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح اپنی والدہ کو ملے۔ ان سے باتیں ہوئیں۔ ایک عیسائی عالم اور سکالر لکھتے ہیں :۔

"واقعہ صلیب کے بعد انجیل میں والدہ پر ظاہر ہونے کا ذکر ہم نہیں پاتے۔ لیکن ٹیشن کی مرتّبہ انجیل میں اس ملاقات کی جھلکی ملتی تھی۔ اس کا پتہ افرائیم سائرس کی شرح سے ہوتا ہے۔

سریانی کلیسیا میں یہی مشہور تھا۔ کہ مریم (دوسری خواتین کے ہمراہ) قبر پر موجود تھیں۔ یسوع والدہ سے ملے تھے۔ اس مضمون کے دوسرے حوالے بھی سریانی لٹریچر میں ملتے ہیں"۔

(NEW TESTAMENT APOCRYPHA BY E HENNECKE P-528)

جس طرح عبرانی انجیل کے بعض حوالے آباد کلیسیا کی کتابوں میں ہیں۔ اسی طرح سریانی انجیل کے حوالے افرائیم سائرس کی تحریروں میں ملتے ہیں۔ افرائیم چوتھی صدی کا سریانی عالم۔ شاعر اور ماہر الٰہیات تھا۔ اس نے ٹیشین TATIAN کی مرتّبہ سریانی انجیل کی شرح لکھی۔ یہ شرح بھی محفوظ نہیں۔ صرف بعض حوالے آباد کلیسیا کی کتابوں میں ہیں۔ ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سُریانی انجیل میں یہ مرقوم تھا۔ کہ واقعہ صلیب کے بعد قبر پر جو خواتین تھیں۔ ان میں ماں بھی تھی۔ حضرت مسیح زندہ ہو کر جہاں مریم مگدلینی کو ملے۔ گفتگو ہوئی وہاں والدہ کو بھی ملے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کربناک لمحات میں دُکھ درد کی باتیں ہوئیں۔

مادرانہ عطوفت میں حضرت مسیح اپنا دُکھ بھول گئے پیار، محبت اور شفقت کا بے مثال اظہار ہوا۔ غالباً ماں ہی نے کہا تھا۔ بیٹا! چھوٹے بھائی کی خبر لو۔ وُہ بھوکا ہے اس نے سوگند لے رکھی ہے کہ جب تک میں اپنے بھائی کو زندہ دیکھ نہ لوں گا۔ کچھ کھاؤں پیوں گا نہیں۔ حضرت مسیح اپنے بھائی کو ملے۔ لقمہ توڑا۔ بڑے پیار سے اس کے منہ میں رکھا۔

"لو کھالو! میں زندہ موجود ہوں۔ اپنا روزہ افطار کر لو"۔

یہ واقعہ بقول مقدس جیروم JEROM (۳۳۱ء - ۴۱۹ء) انجیل عبرانیہ میں مرقوم ہے -
عبرانی انجیل کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے :-

He took the bread, blessed it and brake it and gave it to games the Just and said to him :- My brother, eat thy bread, for the son of man is risen from among them that sleap.
(New Testament Apocrypha volume I by E Hennecke P-165)

ترجمہ :- یسوع نے روٹی لی - اسے برکت دی - لقمہ توڑا اور اپنے بھائی یعقوب کو دیا - جو صدیق کے لقب سے یاد کیا جاتا - اس کو کہا :-
میرے بھائی اب تو کھانا کھالو - کیونکہ ابن آدم ان لوگوں میں سے جو سو گئے تھے - جی اُٹھا ہے -

اس طرح یعقوب نے تیسرے دن کھانا کھایا - دونوں بیٹوں نے ماں کے کلیجے کو ٹھنڈا کیا - ان ملاقاتوں کا ذکر اناجیل اربعہ میں نہیں ہے - عبرانی اور سریانی انجیل کے انکشافات و باقیات میں یہ باتیں ملتی ہیں -
مزید برآں دوسرے سریانی لٹریچر میں یہ ذکر ہے - کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام سب سے اوّل اپنی ماں کو ملے تھے - پھر مریم مگدلینی وغیرہ دوسری خواتین کو ملے -
سریانی لٹریچر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ بالآخر حضرت مریم اپنے بیٹے کے ہمراہ دنیا کی ایک بلند چوٹی پر چلی گئیں - وہاں ان دونوں نے اپنی منادی کو دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچا دیا - یہ سب کچھ عیسائی آثار سے مل چکا ہے - اس اجمال کی تفصیل درج ذیل ہے :-
۱۹۷۸ء میں ایک خوبصورت اور جامع کتاب شائع ہوئی ہے -

MARY IN THE NEW TESTAMENT.

یہ کتاب RAYMOND. E. BROWN اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے کیتھولک نکتہ نظر سے لکھی ہے - تاہم اس میں قرون اُولیٰ کے بعض نادر حوالے آگئے ہیں -
پہلا حوالہ افرائیم سائرس (۳۰۶ - ۳۷۳ء) کا ہے - وہ سریانی انجیل کی شرح میں لکھتا ہے کہ بلاشبہ

کی مرتبہ انجیل سریانیہ میں ہے۔ کہ حضرت مسیح اپنی والدہ سے ملے تھے۔ والدہ سے ملنے اور ان سے بات چیت کا اسی طرح ذکر ہے جیسے اناجیل اربعہ میں مریم مگدلینی سے ملنے اور گفتگو کا بیان ہے۔ الفاظ یہ ہیں:-

APPEARED TO MARY MAGDELENE AT THE TOMB, AS WELL AS THE DIALOGUE BETWEEN HER AND JASUS TO JASUS MOTHER. P.266

یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد قبر پہ مریم مگدلینی پر ظاہر ہوئے۔ اس سے باتیں ہوئیں اور پھر حضرت مریم سے باتیں ہوئیں۔

دوسرا حوالہ اعمال تدّی کا ہے۔ تدّی کو یونانی میں THADDALUS کہا گیا۔ تدّی حضرت مسیحؑ کے دسویں حواری تھے۔ ان کے حالاتِ زندگی پر ایک صحیفہ مرتب ہوا۔ یہ سریانی نوشتہ قرونِ اولیٰ میں موجود تھا۔ چھٹی صدی میں اس کا یونانی ترجمہ ہوا۔ یونانی ترجمہ میں ہے۔

"صلیب کے بعد سب سے اوّل یسوع اپنی ماں کو ملے تھے اس کے بعد دوسری خواتین کو"

انگریزی ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:-

"AND HE APPEARED BIRST TO HIS MOTHER AND THEN OTHER WOMEN." (کتاب مذکور صفحہ ۲۶۶)

تیسرا حوالہ قرونِ اولیٰ کی ۴۲ سریانی نظموں میں ملتا ہے۔ یہ نظمیں جو کہ ایک خوبصورت مرقع ہے۔ پندرہ سو سال سے غائب تھیں۔ بیسویں صدی کے پہلے عشرہ میں ان کا ایک نادر نسخہ سریانی عالم رینڈل ہارس (RENDEL HARRIS) کے ہاتھ لگ گیا۔ اس نے ۱۹۰۹ء میں ان نظموں کے متن اور انگریزی ترجمہ شائع کر دیا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ بعض نظموں میں خود حضرت مسیح دنیا سے مخاطب ہیں اور صلیب سے نجات پانے کی باتیں منکشف کرتے ہیں۔ نظم ۴۲ میں یہ ذکر ہے کہ دنیا کی ایک بلند چوٹی پر مریم اور ابنِ مریم پہنچے ہیں۔ وہاں سے انہوں نے خطاب کیا۔ نظم کے شروع میں ہے:-

"AND HE STOOD ON THE LOFTY SUMMIT AND UTTERED HIS VOISE FROM ONE END OF THE EARTH TO THE OTHER.

اور وہ (یعنی یسوع) ایک بلند چوٹی پہ کھڑا ہو گیا۔ اور دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اپنی آواز کو بلند کیا۔

اس کے بعد ہے :۔

But there stood a perfect virgin who was proclaimed and calling and saying......

بلکہ وہاں ایک پاکباز ستورہ کھڑی ہو گئی ۔ اس نے اعلان کیا ۔ لوگوں کو بلایا ۔ اور کہا کہ اے آدم کے بیٹو! اور اے بنات آدم! واپس آؤ اور راہ فساد کو ترک کر دو ۔ اور میرے قریب ہو جاؤ ۔ اس طرح میں تم میں سما جاؤں گی ...... جو میری صلاحیتوں کو بڑھائے کا رلائے گا وہ ضرور بچ جائے گا اور ایسے لوگ ایک نئی دنیا کے وارث ہوں گے ابدی دُنیا کے ۔

(ODES OF SOLOMON ODE NO 33)

ان الفاظ کے ساتھ مریم صدیقہ نے ابنائے آدم اور بناتِ آدم کو خطاب کیا ۔ کہ مریمی صفات پیدا کرو ۔ مجھے اپنے اندر جذب کر لو ۔ تو نجات پاؤ گے ۔

اس مرحلہ پہ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم کو پڑھئے اس میں مریم اور ابن مریم کے انجام کا ذکر ہے فرمایا :۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّ آوَيْنٰهُمَا إِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۔　　(المومنون : ۵۱)

اور ہم نے ابن مریم اور اسکی ماں کو ایک بڑا نشان بنایا اور ہم نے ان دونوں کو مصیبت سے نکال کر ایک اونچی جگہ پر پناہ دی ۔ جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی تھی ۔

اور سورہ تحریم کے آخر میں ہے کہ :۔

" ایمان لانے والوں کی مثال امرأۃ فرعون اور ...... مریم عمران کی بیٹی کی ہے ، جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا تو ہم نے اپنی رُوح اس میں پھُونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی ۔"

قرآنی حقائق کے اظہار کا یہ زمانہ ہے ۔ سورہ مومنون اور تحریم کے دونوں حوالے ملاحظہ ہوں ان کی جھلک عیسائی آثار میں ہم پاتے ہیں ۔

حال ہی میں افرائیم سائرس کی شرح انجیل کا سُریانی نسخہ اور سُریانی انجیل کا فارسی ترجمہ ملا ہے ۔ یہ ابھی شائع نہیں ہوا ۔ ان کی اشاعت پر انکشافات جدیدہ کی توقع ہے ۔

حضرت .... کا اخلاص اور فدائیت

(از مکرم غلام رسول صاحب اعوان - بلاک دی ڈیرہ غازیخان)

حضرت .... - "القیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی"۔

مَیں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤں گا - اور اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کرونگا -

یہ الہام حضور کو .... سے بہت پہلے ہوا - اور حرف بحرف پورا ہوا - اللہ تعالیٰ نے حضرت ...... کی محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھائی اور حضور کو ایسے محبت کرنے والے دل دیئے کہ اُن کی محبت، اخلاص اور جذبہ وفاداری کے حالات پڑھ کر رشک آنے لگتا ہے - کہ کاش! ہمیں بھی حضور کی محبت کا زمانہ ملتا - اور ہم بھی اسی طرح محبت کرتے اور اپنے مال و اموال اور جانیں حضور کی راہ میں نثار کرتے - در اصل یہ وہی لوگ تھے .... اور وہ غیروں سے کٹ گئے تھے ان کی حالت "صحبتے بعد از لقائے تو حرام" والی تھی - اور یہ بھی صحیح ہے - کہ اُن کا مقام بعد میں آنے والے حاصل نہ کر سکیں گے - السابقون السابقون اولئک ھم المقربون -

حضور فرماتے ہیں - کہ یہ الہام پورا ہوا - بعضوں نے جان دے دی - بعض وطن سے نکالے گئے - بعض مالی تباہی سے دوچار ہوئے - بعض دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے - اور ہزارہا ایسے ہیں - کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں - اور بہتیرے ایسے ہیں - کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلّی دستبردار ہو جائیں - یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کر دیں - تو وہ طیار ہیں - (ملفوظات جلد ہفتم)

اسی ایثار اور فدائیت کا ایک واقعہ پیش ہے - حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی پشاوری اپنی کتاب ظہور احمد موعود میں لکھتے ہیں - کہ

"میرے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا - کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ حضور لنگر کا خرچ ختم ہو گیا ہے - حضرت صاحب نے فرمایا - کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جائے - چند مخلص احباب کو امداد لنگر خانہ کے واسطے خطوط لکھے گئے - اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں - اُن میں سے ایک دو دفعہ خاکسار

کو یاد ہے۔ کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان سے جو مخلص احمدی تھے۔ کا پسر جوان ۔خط ملتے وقت فوت ہوا تھا۔ اور اُس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دو صد ۲۰۰/ روپیہ بعض اخراجات کیے لئے اُس کے پاس موجود تھے۔ اُس نے اسی وقت ایک خط حضرت .... کو لکھا۔ یہ خط ایک سبز کاغذ پہ تحریر تھا۔ جس کے عنوان میں لکھا تھا "...............".......

...... نیچے خط میں لکھا۔ کہ میرا نوجوان بیٹا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ مَیں نے اسکی تجہیز اور تکفین کے واسطے دو سو ۲۰۰ روپے تجویز کیے تھے۔ جو ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کرتا ہوں"۔ (رسالہ انصار اللہ مارچ ۱۹۷۹ء)

بتاؤ کہ ایسے ایثار کے واسطے کہیں .... لیکن وہ خُدا جو کسی کا قرض اس دُنیا میں بھی نہیں رکھتا۔ شیخ صاحب کی اولاد کو کس قدر دنیاوی نعما سے نوازا ہو گا۔ یہ ان کی اولاد ہی جانتی ہو گی۔

ایک عاشقِ زار حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بھی تھے۔ جو گھر بار چھوڑ کر درِ حبیب پہ دُھونی رما کر بیٹھ گئے تھے اس عہد کو انہوں نے اپنے آخری سانس تک نبھایا۔ اور درِ حبیب پہ ان کا قصّہ تمام ہوا۔ اور ان کو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی پہلی سعادت ملی۔ حضور کو اُن سے خاص محبّت تھی۔ وہ سفر و حضر میں حضور کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک موقعہ پر حضرت مولوی صاحب کا ذکر آیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ اوائل میں اُن کے ساتھ بعض اختلافی قسم کی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ وہ نیچری خیال کے آدمی تھے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے ان کی معرفت زیادہ کی۔ تو ایک دن کہنے لگے۔ آپ گواہ رہیں آج سے میں نے سب گفتگوئیں ترک کر دی ہیں۔ اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہو گا۔ اور پھر مَیں نے دیکھا۔ کہ اُس دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی۔ کہ رضا اور تسلیم کے سوا اور کوئی بات تھی ہی نہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے ان کے خطبات سُنے ہیں۔ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ دن میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات مَیں نے سُنا۔ کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ چاہتے تھے۔ اس مقام پر مَیں نے عرض کی (ایڈیٹر الحکم) کہ حضور مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ .... یہ الفاظ سُنکر میں نے دیکھا۔ کہ حضور کی آنکھیں پُرنم ہو گئی تھیں۔ لیکن ان لوگوں کا صبر اور ضبط بے نظیر ہوتا ہے۔ اس لئے ضبط کا نمونہ دکھلایا۔ مگر چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔ اور اس میں خاص قسم کی درخشندگی پائی جاتی تھی"۔

(ملفوظات جلد ہشتم)

پس کیا ہی خوش قسمت تھے وہ لوگ جن کا حضور سے خاص تعلق تھا - اور وہ حضور کی محبت میں سرشار تھے - اور جن کی جدائی میں حضور کی آنکھیں پُرنم ہوئیں - اور ان کے لئے دعائیں کیں - یہی مولوی صاحب ہی تھے جن کو حضور سے بے تکلفی بھی تھی - حضور کی محفل میں باقی سب دوست پاس ادب سے چُپ کرکے بیٹھ رہتے تھے لیکن مولوی صاحب موصوف کوئی نہ کوئی موضوع گفتگو کا نکال لیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - کہ اللہ تعالےٰ کے مامور تو ایک ساز ہوتے ہیں - اور جب تک اُن کو چھیڑا نہ جائے ان سے نغمے کیسے نکل سکتے ہیں -

اسی طرح کپور تھلہ کے دوستوں کا حضور سے ایک خاص اور قلبی تعلق تھا - سب لوگ وفا - اخلاص اور محبت میں بہت بڑھے ہوئے تھے - اُن میں سے منشی ظفر احمد صاحب منشی اروڑہ خاں صاحب اور منشی محمد خاں صاحب رحمہ اللہ علیہم سرفہرست تھے - ان لوگوں نے جو وفا اور اخلاص کا نمونہ دکھلایا اس کی مثال کم ملے گی - حضور فرمایا کرتے تھے - کہ جس طرح کپور تھلہ کی جماعت اس جہاں میں میرے ساتھ ہے - اسی طرح دوسرے جہاں میں بھی میرے ساتھ ہوگی - دراصل ان لوگوں کو حضور سے عشق تھا - اور جب آپس میں مل بیٹھتے تو ان کی محفل میں تذکرہ ہی حضور کا ہوتا تھا - ہر ایک اپنے اپنے ربط کا ذکر کرتا - اور اپنے اپنے تعلق کا ذکر چھیڑتا - جب .... کے بحث و مباحثات اور مباہلہ کا ذکر ہوتا - تو خوش ہو جاتے - کہ فلاں کو حضور نے یوں پکڑا - فلاں کو یوں رگیدا - اور فلاں کو یوں شکست اور ذلت نصیب ہوئی - اور فلاں یوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا - اور جب حضور کی التفاتِ کریمانہ اور شفقتِ بے پایاں کا ذکر کرتے - اور اُس محبت کا جو حضور اُن سے رکھتے تھے - محسوس کرتے - تو بے اختیار رو پڑتے - غرض ان کی ہر محفل اسی طرح ہنستے اور روتے گذرتی اور ان کے شب و روز تذکرہ دوست میں گذر جاتے - اگر ان محبوں کی فدائیت کے الگ الگ واقعات لکھے جائیں - تو مضمون طویل ہو جائے گا -

پس اللہ تعالےٰ ان عاشقانِ ..... پر اپنی رحمت کے سائے دراز کرتا چلا جائے - اور انہیں اپنے خاص انعامات سے نوازے - اور اُن کے طفیل ہمارے دلوں میں بھی .... کی محبت پیدا کر دے - تاکہ ہم بھی اخلاص اور وفاداری میں قدم آگے سے آگے بڑھاتے چلے جائیں ؂

سالانہ اجتماع کی تقاریر

سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۹۸۰ء کی تقاریر انشاء اللہ العزیز - انصار اللہ کے شمارہ میں یکجائی طور پر شائع کرنے کا ارادہ ہے - صدر محترم نے منظوری دے دی ہے - اجتماع ۱۹۸۱ء سے قبل کسی شمارہ میں یکجائی طور پر شائع کر دی جائیں گی - اُن میں سے بعض تقاریر اپنی افادیت کے لحاظ سے اس سے قبل شائع کی جارہی ہیں لیکن بیشتر تقاریر ایک ہی شمارہ میں انشاء اللہ پیش کی جائیں گی - وما توفیقنا الا باللہ ؂

صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا سانگھڑ میں ورود

مکرم محمد اسلم صاحب ناصر ناظم مجلس انصار اللہ سانگھڑ

مکرم محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب مورخہ ۸ فروری کو سانگھڑ تشریف لائے۔ درجن کے قریب موٹر سائیکلوں پر شہر سے پانچ میل باہر آپ کا استقبال کیا گیا۔ تین بجے دوپہر ایک مختصر سا اجلاس ہوا جسے تلاوت اور عہد کے بعد صاحبزادہ صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے سورہ حٰمٓ سجدہ کی آیات اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ .... الخ۔ کی پُرمعارف تفسیر بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے کائنات میں مختلف قسم کے موسم مقرر فرمائے ہیں اسی طرح مذہبی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے موسم مقرر فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے انہی موسموں کا ذکر فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کو اپنا رب مانتے ہیں پھر اپنے عمل سے اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں اُن کی مخالفت ضرور ہوتی ہے ان کے خلاف آندھیاں چلتی ہیں۔ لیکن مخالفت کے اس دور کے بعد دوسرے موسم کی صورت میں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ اب نہ تمہیں خوف ہے اور نہ حزن کی کوئی وجہ باقی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ یہ دَور احمدیت پر بھی آیا اور گذر گیا۔ ہم نے خدا کے نام پہ کام کیا اور انشاءاللہ کرتے رہیں گے۔ ہم نے مصائب کے دَور کو خندہ پیشانی سے جھیلا اور ایسا استقامت کا نمونہ دکھایا کہ انسان دنگ رہ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق صبر و استقامت کے بعد دوسرا موسم دکھایا اور اس کے نتائج اور ثمر ظاہر ہوئے۔ اس ضمن میں آپ نے گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کی مثالیں پیش کیں۔

آپ نے فرمایا اب ترقیات کا دَور شروع ہو چکا ہے۔ سانگھڑ کی جماعت کو عموماً اور انصار اللہ کو خصوصاً تبلیغ کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ تاکہ سانگھڑ کی جماعتیں بھی اس انقلاب اور ترقی کے دَور میں شامل ہو سکیں۔

شام کو چار بجے آپ کے اعزاز میں چائے کا انتظام کیا گیا تھا جس میں بہت سے غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے اور محترم صاحبزادہ صاحب نے اُن کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد مکرم پیر شریف احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر کچھ غیر از جماعت وکلاء صاحبان سے بھی مختلف مواقع پر صاحبزادہ صاحب نے تبادلہ خیالات کیا۔ شام ساڑھے پانچ بجے آپ حیدر آباد کے لئے تشریف لے گئے۔

الحمدللہ صدر محترم کا یہ دَورہ ہر جہت سے بہت کامیاب اور بابرکت رہا۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ ۔ (تعلیمی منصوبہ اور ہماری ذمہ داری)

یہ مقالہ انصار اللہ کے سالانہ اجتماع میں پڑھا گیا (ادارہ)

مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم

سیدنا حضرت ...... ایدہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ سے جہاں اور بہت سے عظیم الشان کام ہوئے ۔ مثلاً سویڈن اور ناروے میں مساجد کی تعمیر اور مشن ہاؤسز کے لئے عمارات کی خرید۔ اسی طرح ملک سپین میں قریباً پانچ سو سالوں کے وقفہ کے بعد پھر ایک مسجد کی تعمیر کی ابتداء اسی طرح اس صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ سے ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ذہین اور علمی میدان میں مسابقت دکھلانے والے طلبہ و طالبات کے لئے انعامی تمغہ جات اور انعامی کتب اور وظائف اور ادائیگی حقوق طلبہ کے اجراء کا سلسلہ جاری فرمایا ہے حضور کے جاری کردہ تعلیمی منصوبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نونہالان احمدیت ۔ ذہنی اور علمی ترقی کے میدان میں بھی دُنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں اور اپنی ذہنی اور علمی استعدادوں کو اپنے کمال تک پہنچانے کی پوری پوری کوشش کریں ۔ اور اگر احمدی نوجوان بظاہر دنیوی علوم کو اسلام و احمدیت کی برتری ثابت کرنے کے لئے حاصل کریں گے اور دُعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو بھی جذب کریں گے تو اس کی تائید و نصرت اُن کے شامل حال ہوگی اور ان کے ذریعہ سے نئے سے نئے علوم دُنیا پر منکشف ہوں گے اور اسلام اور احمدیت اس میدان میں بھی باقی ادیان پر فائق ثابت ہوں گے ۔ اس کوشش میں اگر احمدی طلباء کے پاس یا ان کے والدین کے پاس مالی استطاعت کی کمی ہوگی تو اُس کمی کو انشاء اللہ العزیز جماعت پورا کرے گی ۔ جو طالب علم علم کے میدان مسابقت میں اپنے جوہر دکھلائے گا اس کی انشاء اللہ جماعت کی طرف سے قدر دانی و حوصلہ افزائی کی جائے گی اور اسی لئے انعامی تمغہ جات و انعامی کتب اور وظائف ادائیگی حقوق طلبہ کی سکیم کا اعلان کیا گیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ وقت کی طرف سے اس سکیم کے اجراء سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نونہالان احمدیت کے ذریعہ سے بھی احمدیت کے اقبال و بر کات کو ظاہر و نمایاں کرنا چاہتا ہے اس وقت جو ایسے جو نوجوان طالب علم بھی علمی ترقی کے میدان میں مسابقت کی کوشش کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت انشاء اللہ ان کے شامل حال ہوگی ۔ خلیفہ وقت کی خاص دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی ۔

اور ایسے نوجوان سیدنا حضرت .... کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کی کوشش کرنیوالے قرار پائیں گے کہ:۔
"میرے ماننے والے علم اور معرفت میں اس قدر ترقی کریں گے کہ دوسروں کا منہ بند کر دیں گے"
اب میں ایک ایک کرکے اس منصوبہ کی بعض شقوں کو بیان کروں گا۔ نیز یہ کہ اس بارہ میں ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

(۱) سب سے پہلے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو واضح کیا ہے کہ تعلیمی منصوبہ کا مقصد یہ ہے کہ احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ اپنی طبعی استعداد کی آخری حد تک علمی و ذہنی ترقی کریں تا اس ذہنی ترقی کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ انوار قرآنی اور معارف فرقانی سے آراستہ ہو سکیں۔ جب اس منصوبہ کا ایک مقصد یہ قرار پایا ہے کہ ہمارے نوجوان بلکہ تمام افراد جماعت زیادہ سے زیادہ انوارِ قرآنیہ سے مزین ہوں تو اس مقصد کے حصول کے لئے پہلی شق اس منصوبہ کی یہ ہے کہ ہم احمدی گھرانے میں کم از کم ایک نسخہ تفسیر صغیر کا ضرور موجود ہونا چاہیئے۔ دوسرے حضرت اقدس .... کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے اس سلسلہ میں خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ اماءاللہ کو ہدایت دی تھی کہ وہ اِن کو خریدنے کے لئے اپنی اپنی کلب بنائیں اور جماعت ایک کمیٹی بنائے جو ہر سہ تنظیموں میں CO-ORDINATION پیدا کرے اور یہ دیکھے کہ ایک کتاب ہر گھر میں چار رستوں سے داخل نہ ہو"

(الفضل ۲۹ر اپریل ۱۹۸۰ء ص۵)

اس سالانہ اجتماع انصاراللہ میں قریباً ہر مجلس انصاراللہ کا کوئی نہ کوئی نمائندہ تو موجود ہوگا۔ اکثر زعماء کرام انصاراللہ، زعماء اعلیٰ اور ناظمین اضلاع بھی موجود ہوں گے۔ خاکسار اُن سے درخواست کرتا ہے کہ براہ کرم یہ جائزہ لیں کہ کیا ہر مجلس انصاراللہ نے حضور کے مذکورۃ الصدر ارشاد پر عمل کیا ہے یا کہ نہیں؟ کیا ہر مجلس انصاراللہ نے تفسیر صغیر اور تفاسیر حضرت .... (جو سورہ کہف تک پانچ جلدوں میں چھپ چکی ہیں) ہر احمدی گھرانے میں پہنچانے کے لئے اپنی کلب بنائی ہے اور کیا اس کلب نے کام کو شروع کر دیا ہے؟ اگر کسی ایک بھی مجلس نے ایسا نہیں کیا تو کیا یہ ہمارے لئے لمحۂ فکریہ نہیں۔ ہم میں بعض ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے اپنے امام کے حکم پر ابھی تک عمل نہیں کیا؟ اگر کوئی بھی مجلس ایسی ہے جس نے اس بارہ میں سستی کی ہے تو کم از کم اب اُسے فوری طور پر خواب غفلت سے بیدار ہو کر مستعد ہو جانا چاہیئے۔

اسی طرح اس اجتماع میں جماعتہائے احمدیہ کے اکثر امراءِ کرام و امرائے اضلاع بھی موجود ہیں۔ میں اُن سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ براہِ کرم وہ بھی جائزہ لیں کہ کیا ان کی جماعتوں نے قرآن کریم کی مذکورۃ الصدر تفاسیر ہر گھرانے کو مہیّا کرنے کے لئے تینوں ذیلی تنظیموں کے کام کو CO-ORDINATE کرنے کیلئے جماعتی کمیٹیاں بنائی ہیں؟ اور کیا اُن جماعتی کمیٹیوں نے کام شروع کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہِ کرم وہ بھی اب مستعد ہو جائیں اور علوم قرآنیہ کو جماعت کے ہر گھرانے تک پہنچانے کے لئے امامِ وقت کی سکیم پر عمل شروع کر دیں۔

یاد رکھیں کہ ہماری جماعت کا قیام خدمتِ قرآن کے لئے اور تمام دُنیا میں قرآنی انوار کی اشاعت کے لئے ہی ہوا ہے۔ پس قرآنی انوار کی اشاعت کی سکیم میں ہرگز کوئی سُستی نہیں ہونی چاہیئے۔ میں اس موقعہ پر حضرت ...... کا ایک انذاری الہام بھی سُنا دیتا ہوں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی قرآنی انوار سے مزیّن کرے۔ ورنہ اس بارہ میں سستی کا نتیجہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ حضرت .... کا یہ انذاری الہام حسبِ ذیل ہے۔ یہ الہام ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء کا ہے۔ حضور ...... فرماتے ہیں:۔

"آج رات ایک الہام ہوا بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اُوپر اور وہ یہ ہے:۔
مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ نَبْتَلِيْهِ بِذُرِّيَّةٍ فَاسِقَةٍ مُلْحِدَةٍ يَمِيْلُوْنَ
إِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَعْبُدُوْنَنِيْ شَيْئًا۔ (یعنی) جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم
اُس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے۔ جن کی ملحدانہ زندگی ہو گی۔ وہ
دُنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصّہ نہ ہو گا۔ یعنی ایسی اولاد کا انجام
بد ہو گا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہو گا۔"

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص۱۔ حاشیہ بحوالہ تذکرہ طبع ثانی ص۴۵۶)

یہ ایسا الہام ہے جس کو سُن کر ایک سچے احمدی کے پسینے چھوٹ جانے چاہئیں۔ اور اُسے پوری کوشش و ہمت کے ساتھ قرآن کریم کے انوار کو حاصل کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہیئے۔ اپنے لئے بھی اور اپنے اہل و عیال کے لئے بھی۔ ہر احمدی اپنے گھر میں تفسیر صغیر اور حضرت ...... کی تفاسیر مہیّا کرے اور گھر کا ہر فرد ان کا مطالعہ کرے اور ان رُوحانی خزائن سے اپنے آپ کو منوّر کرے۔ بصورت دیگر وعید سخت ہے۔ مجالس انصار اللہ و جماعت ہائے احمدیہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں امامِ وقت کی طرف سے جاری کردہ سکیم پر فوری طور پر عمل پیرا ہوں۔

اور اس میں ذرّہ بھر بھی سستی اور تاخیر نہ کریں۔

۲۔ تعلیمی منصوبہ کی دوسری شق یہ ہے کہ تمام جماعتہائے احمدیہ اس امر کا جائزہ لیں کہ انکی جماعت میں ہر بچے نیز ہر بڑی عمر کے طالب علم نے جس نے کوئی بھی امتحان پاس کیا ہو اس بارہ میں حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھ دیا ہے۔ اور ایسے بچوں اور طلبہ کی مجموعی فہرست جماعت نے بھی حضور کو بھجوا دی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس شق پر تسلی بخش طور پر عمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ جماعتوں میں یہ ذمہ داری جماعت کے سیکرٹری تعلیم پر عائد ہوتی ہے کہ وہ تعلیمی منصوبہ کی اس شق پر ہر بچے سے اور ہر طالب علم سے عمل کروائے۔ پھر ان کی مجموعی فہرست خود حضور کی خدمت میں بھجوائے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ اپنے پاس بھی اپنی جماعت کے تمام طلبہ کا کنڈرگارٹن سے لے کر P.H.D تک تفصیلی ریکارڈ رکھیں۔

۳۔ تعلیمی منصوبہ کی ایک شق انعامی کتب کے متعلق ہے۔ اس بارہ میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا اعلان یہ ہے کہ:-

"پانچویں کلاس کے وظیفہ کا امتحان (جو غالباً ضلعی سطح پر ہوتا ہے اس میں اُوپر کی ۳۰۰ پوزیشنوں میں ہر ضلع میں جو احمدی بچہ آئے گا اُسے میں اپنے دعائیہ خط اور حضرت .... کی کوئی کتاب تحفہ کے طور پر اپنے دستخطوں اور دعائیہ فقرہ لکھکر بھجوں گا۔

آٹھویں کے وظیفہ کا امتحان (جو غالباً ڈویژنل سطح پر ہوتا ہے) اس میں ہر ڈویژن میں اُوپر کی ۳۰۰ پوزیشنوں میں جو احمدی طالب علم آئے گا اُسے بھی اپنے دستخطوں سے دعائیہ خط اور کتاب تحفۃً بھیجوں گا۔

دسویں جماعت کا امتحان EDUCATION BOARD لیتا ہے۔ ہر بورڈ کے امتحان میں TOP کے ۲۰۰ لڑکوں میں سے جو بھی احمدی طالب علم/طالبہ آئے گا اس کو دستخطوں سے خط اور حضرت .... کی پانچ کتب میں سے ایک تفسیر کی کتاب ان کی ذہنی قابلیت کی قدر کرتے ہوئے بھیجوں گا۔

ایف اے۔ ایف ایس سی۔ میں ہر بورڈ میں اُوپر کی ۲۰۰ پوزیشنوں میں جو بھی احمدی طالب علم آئے گا اُسے بھی دعائیہ خط اور ایک تفسیر کی کتاب بھجوائی جائے گی۔

یونیورسٹی کے امتحان میں بی۔ اے کے لئے علیحدہ اور بی ایس سی کے لئے علیحدہ اُوپر کے ۲۰۰ طلباء اور طالبات میں سے احمدی طلبہ کے لئے اپنے دستخطوں سے دعائیہ خط

اور حضرت .... کی تفسیر کی کتابوں میں سے ایک کتاب تحفۃً بھیجوں گا۔
ایم اے۔ ایم ایس سی۔ میڈیکل یا انجنیئرنگ کے FINAL امتحان میں ہر مضمون میں TOP (چوٹی) کی ۷ پوزیشنوں میں جو طالب علم آئے گا اُسے دعائیہ خط۔ تفسیر صغیر اُردو یا انگریزی ترجمہ اپنے دستخط کر کے دعائیہ فقرہ کے ساتھ بھیجوں گا۔

(الفضل ۲ اگست ۱۹۸۰ء ص۱)

اب یہ امر جماعت کے سیکرٹری صاحب تعلیم اور امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کا فرض ہے کہ جب بھی یونیورسٹی یا کسی بورڈ یا آٹھویں کلاس کے وظیفہ کے امتحان یا پانچویں کلاس کے وظیفہ کے امتحان کا نتیجہ نکلے تو اگر ان کی جماعت میں کوئی طالب علم ان مذکورہ بالا پوزیشنوں کے اندر آجاتا ہو تو وہ اُس طالب علم سے اپنی تصدیق کے ساتھ حضور کی خدمت میں اطلاع بھجوائیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے جبکہ سب سیکرٹری تعلیم اس امر سے باخبر ہوں کہ ان کی جماعت میں طلبہ اور طالبات کن کن امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کا سابقہ تعلیمی ریکارڈ کیا ہے اور کن کن کے متعلق اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ ان مذکورہ بالا پوزیشنوں میں آجائیں گے۔

۴۔ تعلیمی منصوبہ کی ایک شق انعامی تمغہ جات سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ:۔
ہر وہ لڑکا یا لڑکی خواہ وہ دُنیا کے کسی بھی ملک میں رہنے والے ہوں اگر وہ اپنے ریجن یعنی علاقے میں اپنے نظام تعلیم میں I یا II یا III آئیں تو انہیں انعامی تمغہ دیا جائے گا۔ نظام تعلیم سے مراد کسی بورڈ یا یونیورسٹی کا امتحان ہے۔ اوّل رہنے والے کا انعامی تمغہ ایک تولہ وزن کا خالص سونے کا ہوگا۔ دوئم کا انعامی تمغہ پونے تولے خالص سونے کا اور سوئم کا انعامی تمغہ ۳ تولہ خالص چاندی کا ہوگا۔ ان انعامی تمغہ جات کے متعلق تفاصیل حضور نے ۱۳ جون ۱۹۸۰ء کو انعامی تقریب میں بیان فرمائی تھیں۔ جو الفضل مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۸۰ء میں شائع ہو چکی ہیں۔

۵۔ تعلیمی سکیم کی ایک شق وظائف ادائیگی حقوق طلبہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ یہ عزم رکھتی ہے کہ ہم نے اپنے کسی بھی ذہین بچے یا بچی کی ذہنی استعداد کو ضائع نہیں ہونے دینا بلکہ اُسے انتہا تک پہنچانا ہے۔ پس ہمارے وہ طلبہ یا طالبات جو مختلف امتحانات میں اعلیٰ تعلیمی استعداد کا اظہار کریں لیکن ان کی مزید علمی ترقی کے لئے ان کے والدین کے وسائل کافی نہ ہوں تو والدین حسب زیادہ سے زیادہ حد تک ان کے اخراجات کا بوجھ اُٹھا سکتے ہیں وہ ضرور اٹھائیں۔ انشاء اللہ بقیہ اخراجات کو جماعت پورا کرے گی۔ نظارت تعلیم کی طرف سے وظائف ادائیگی حقوق طلبہ کے لئے فارم طبع ہو چکے ہیں جو نظارت تعلیم

سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھی اپنی اپنی جماعت کے طلبہ کے لئے حسب ضرورت نظارت تعلیم سے یہ فارم حاصل کر سکتے ہیں۔ ان وظائف کے حصول کے لئے بعض قواعد و ضوابط منظوری سیدنا حضرت ...... ایدہ اللہ تعالیٰ وضع کئے گئے ہیں اور وہ ان درخواست فارموں پر درج کر دیئے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے طلبہ و طالبات اور ان کے والدین ان مطبوعہ قواعد کے تحت ان مطبوعہ فارموں پر وظائف ادائیگی حقوق طلبہ کے لئے اپنی درخواستیں حضرت اقدس کی خدمت میں بھجوا سکتے ہیں۔ اس امر کو ایک دفعہ پھر واضح کیا جاتا ہے کہ یہ وظائف والدین کی شمولیت یا ان کی مالی امداد اور اقتصادی آسانی کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا فرض ہے کہ جو اخراجات زیادہ سے زیادہ حد تک اپنے ذہین بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں برداشت کر سکتے ہیں وہ ضرور برداشت کریں۔ بقیہ اخراجات کے لئے وہ جماعت کی امداد حاصل کریں۔ مگر ان قواعد کے تحت جو درخواست فارموں پر مطبوعہ ہیں ان وظائف کا نام۔ حضور انور نے "وظائف ادائیگی حقوق" رکھا ہے۔ یعنی ہر ذہین بچے کا جماعت پر حق ہے۔ کہ اگر اس کے والدین اس کے سارے تعلیمی اخراجات برداشت نہ کر سکتے ہوں تو وہ جماعت سے اپنا حق طلب کرے۔ ہاں ان قواعد کے تحت کرے جو اس بارہ میں وضع کئے گئے ہیں۔ ان وظائف کے اجراء کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ جماعت میں سوال کرنے کی عادت پیدا ہو جائے۔ سوال صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کرنا چاہیئے اور اتنی کثرت سے کرنا چاہیئے کہ انسان اسکے در پر ایک مستقل سوالی اور فقیر بن کر بیٹھ جائے۔ سیدنا حضرت .... کا ایک الہام ہے کہ وہ "وَاسْئَلْ رَبَّكَ وَكُنْ سَئُوْلًا" (تذکرہ طبع ثانی ص ۲۰۰) تو اپنے رب سے سوال کر اور بہت کثرت سے سوال کر اور اس کے در کا سوالی بن جا۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور سے سوال کرنا پسندیدہ نہیں۔ ہاں امام وقت کی جاری کردہ سکیم کے تحت جماعت سے اپنا حق طلب کرنا چاہیئے۔ اور حق وہی ہے جو منظور شدہ مقررہ قواعد کے تحت قائم ہوتا ہو۔

پس احباب جماعت اور تمام احمدی بچوں کو دستِ سوال دراز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صرف اپنے حق کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ اس بارہ میں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بھی پیش کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے صحابہ سے فرمایا کہ

ثَلٰثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ

کہ تین باتیں ایسی ہیں جنکی سچائی اور افادیت پر میں قسم کھاتا ہوں۔ اور میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جسے تم ہمیشہ یاد رکھنا۔ ان تین امور میں سے ایک امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ بتایا کہ وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ دیکھیں کتاب الزہد بحوالہ حدیقۃ الصالحین مطبوعہ ۱۹۶۱ء صفحہ ۳۳۲) یعنی جب بھی کوئی بندہ اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے لئے فقر و فاقہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یہ بہت بڑا انذار ہے۔ جماعت کے تمام امراء / صدر صاحبان و سیکرٹریان تعلیم و ناظمین و زعماء انصار اللہ سے درخواست ہے کہ وہ اس امر کو احباب جماعت اور ان کے بچوں پر اچھی طرح سے واضح کر دیں کہ ہم میں سے کسی نے بھی دست سوال دراز نہیں کرنا۔ اگر کرنا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ ہاں جماعت سے مقررہ قواعد و ضوابط کے تحت قائم ہونے والے اپنے حق کا مطالبہ کرنا ہے۔ اور اسی حقیقت کو واضح کرنے سے ہی سیدنا حضرت...... ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان وظائف کا نام "وظائف ادائیگی حقوق طلبہ" رکھا ہے۔

۶۔ تعلیمی منصوبہ کی ایک شق یہ ہے کہ جماعت میں ہر بچہ فی الحال کم از کم میٹرک ضرور پاس کرے اور ہر بچی کم از کم مڈل پاس ضرور ہو۔ یعنی تمام جماعتہائے احمدیہ کے امراء کرام / صدر صاحبان اور ان کے سیکرٹریان تعلیم اور تعلیمی کمیٹیاں اپنی اپنی جماعت میں اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا ان کی جماعت میں ایسے بچے اور بچیاں تو نہیں جن کے راستے میں اس تعلیمی حد تک پہنچنے میں کوئی روک ہے یا ان کے والدین باوجود استطاعت کے انہیں اس تعلیمی حد تک نہیں پہنچا رہے؟ جماعت کا فرض ہے کہ ایسے والدین کو حضرت امام کا ارشاد سنائیں کہ ہر احمدی بچہ کو اس مقررہ تعلیمی حد تک ضرور پہنچنا چاہیئے۔ اگر اس راستے میں کوئی ایسی روک ہو جس میں مرکز کی امداد کی ضرورت ہو تو جماعت متعلقہ کے امیر صاحب / صدر صاحب کو سیکرٹری صاحب تعلیم کا فرض ہے کہ خود اپنی طرف سے مکمل کیس بنا کر حضور کی خدمت میں پیش کریں اور ایسے احمدی بچوں کو امداد دلوائیں۔ تعلیمی منصوبہ کی اس شق میں کسی اعلیٰ تعلیمی معیار کی شرط نہیں۔ ہر احمدی بچہ خواہ وہ کسی بھی ذہن و قابلیت کا ہو کم از کم میٹرک تک اور ہر احمدی بچی کم از کم مڈل تک ضرور پہنچنی چاہیئے۔ اگر مرکز سے امداد کی ضرورت ہو تو اس بارہ میں امداد کی درخواست بچوں اور ان کے والدین کی طرف سے نہیں بلکہ متعلقہ جماعت کی طرف سے آنی چاہیئے۔ اور کم از کم اخراجات کا مطالبہ ہی کرنا چاہیئے۔

خاکسار اس بارہ میں یہ امر ذہن نشین کرانا چاہتا ہے کہ تعلیمی منصوبہ کا یہ حصہ خاص طور پر جماعت کے سیکرٹریان تعلیم سے اور امراء سے تعلق رکھتا ہے کہ وہ اس بارہ میں اپنی جماعت کا تفصیلی جائزہ لیں بعض روکیں مقامی ہوں گی جنہیں خود جماعت متعلقہ بھی دور کر سکتی ہے۔ مثلاً

والدین کو سمجھانا کہ ہر بچے کو میٹرک ضرور کروائیں اور اس سے قبل دوسرے کاموں پر نہ لگائیں۔ جہاں مرکز کی امداد کی ضرورت ہو وہاں سیکرٹریان تعلیم پوری تفاصیل مہیا کر کے کسی احمدی بچے کے لئے کم از کم امداد کا خود مطالبہ کریں۔ گزشتہ دنوں میں بعض ایسی درخواستیں بھی موصول ہوئی ہیں کہ ایک احمدی بچی کے لئے جو کہ چھٹی جماعت میں پڑھ رہی ہے سو یا ڈیڑھ سو روپے ماہوار وظیفہ کا مطالبہ کیا گیا۔ اور امیر صاحب متعلقہ نے اس کی سفارش کی۔ پس اس امر کو یاد رکھیں کہ تعلیمی منصوبہ کی اس شق پر عمل کروانا خاص طور پر جماعت کے امراء / صدر صاحبان اور ان کے سیکرٹریان تعلیم اور ان کی تعلیمی کمیٹیاں کی ذمہ داری ہے۔

۷۔ تعلیمی منصوبہ کی ایک شق یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ جماعت کو جینیئس (GENIUS) بچے عطاء کرے۔ یعنی ایسے بچے جو غیر معمولی اور اعلیٰ ترین ذہنی استعداد کا مظاہرہ کریں اور خدا کرے کہ ایسے بچے جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں ملیں تو جماعت احمدیہ کا یہ عزم ہے کہ ہم نے ان کی ذہنی استعداد کو بہر صورت اپنے کمال تک پہنچانا ہے خواہ افراد جماعت کو ایک وقت میں آدھی روٹی کھا کر بھی گذارہ کرنا پڑے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے اسلام اور احمدیت کے ایک فرزند کو دنیا میں ایک (GENIUS) کے طور پر ظاہر ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ یعنی مکرم و محترم جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو۔ جنہوں نے اپنے علمی اور سائنسی انکشافات کی بناء پر دنیا کا اعلیٰ ترین اعزاز یعنی نوبل پرائز حاصل کر کے۔ جہاں اسلام اور احمدیت کے انوار و برکات کو نمایاں کیا وہاں اپنے ملک اور اپنی قوم کے نام کو بھی روشن کیا۔ گذشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۹ء پر سیدنا حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کا اور ان کے نمایاں اعزاز کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ:-

"اگر ہمارا خدا ہم کو ایک ہزار ایسے ذہین بچے دے تو جماعت آدھی روٹی کھائے لیکن انہیں پڑھائے۔ یہ انعام نہیں۔ یہ ان طالب علموں کا حق ہے۔"

اس کے بعد حضور نے اس تعلیمی منصوبہ کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مرزا ناصر احمد کی یہ خواہش ہے کہ ایک ہزار جینیئس (GENI...) سائنسدان جماعت کو ملے اور اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے جو دعائیں وہ کرے ان کو بھی قبول کر اور جو تدبیر اس کی بھی قبول کر۔ اس کے علاوہ اگلے دس

سالوں میں چوٹی کے ... سائنسدان دے۔ اس میں ہر فیلڈ کا سائنسدان شامل ہو۔ آسمانوں کی سیر کرنے والے دماغ ہمیں اللہ تعالیٰ عطا کرے۔"

(الفضل ۳ جنوری ۱۹۸۰ء)

حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تعلیمی منصوبہ کے ضمن میں کئی بار سیدنا حضرت .... کے اس الہام کا ذکر فرمایا ہے کہ:

رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ ۔ (تذکرہ طبع ثانی ص۴۲)

کہ اے میرے رب مجھے اشیاء کی حقیقتوں پر آگاہی عطا فرما۔

یہ دعا دراصل ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین میں سے ایسے اعلیٰ سائنسدان اور ریسرچ سکالرز پیدا ہوں گے جو علم اور سائنس کے میدان میں بھی اسلام اور احمدیت کی فوقیت و برتری تمام دنیا پر ثابت کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت اُن کے شاملِ حال ہوگی اور اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس قدر نئے سے نئے علمی و سائنسی انکشافات ظاہر کرے گا کہ موجودہ سائنس کی ترقی اس کے سامنے ماند پڑ جائے گی۔

رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ کا الہام تذکرہ طبع ثانی ص۴۲ پر درج ہے۔ اس کے ساتھ کے الہاموں کو ملا کر مجموعی صورت یہ ہے کہ پہلے الہام ہوا:

(۱) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اَرُوْمُ مَا یَرُوْمُ۔

یعنی میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں یعنی اس کی تائید و نصرت کے لئے اور جس چیز کا بھی وہ قصد کرے گا اس کا میں بھی قصد کروں گا۔

"رسول" کا لفظ چونکہ عہدہ اور منصب سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس لفظ میں رسول کیساتھ اُس کے خلفاء بھی آجاتے ہیں .... جس مقصد کے حصول کا بھی قصد کریں گے میری تائید و نصرت اُس کے ساتھ ہوگی۔

اس کے بعد حضور کو ایک کشف دکھایا گیا۔ فرماتے ہیں:

(۲) کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے گئے اور اس کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ میں اُٹھا کہ بادام لوں۔

اس کشف کے مطابق ہمارے علماء اور ریسرچ سکالرز و سائنسدانوں کو دماغی طاقت برقرار رکھنے کے لئے بادام کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ حضرت .... ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی منصوبہ کی تقاریب کے

دوران طلبہ کو سویا لیسی تھین کے استعمال کی سفارش فرمائی ہے۔ اس کشف میں باداموں کا ذکر ہے۔
اس کے بعد الہام ہوا :۔

(ب) رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ۔

یعنی۔ اے میرے ربّ مجھے چیزوں کی حقیقت دکھلا۔

یعنی کسی وقت جماعت کے علماء۔ طلباء اور سائنسدانوں کو خلیفہ وقت کی طرف سے (اس الہام کے حوالہ سے) اپنا علمی و ذہنی کمال حاصل کرنے کی تحریک کی جائے گی۔

پھر تیسرا الہام ہے :۔

(ج) "الیسوسی ایشن"

جس میں ہو سکتا ہے کہ ان کلبوں کی طرف اشارہ ہو جن کی تحریک اس وقت حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ قرآنی علوم کی تحصیل کے لئے ہر جماعت اپنی اپنی کلب بھی (یعنی الیسوسی ایشن) بنائے۔ تا قرآنی انوار سے منور ہو کر ہمارے طلباء زیادہ سے زیادہ علمی اور سائنسی انکشافات دنیا پر ظاہر کریں اور (انشاء اللہ) ایسا ہی ہو گا۔

اب نونہالانِ احمدیت کا یہ فرض ہے کہ بالخصوص اُن کا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ذہانت کی دولت سے نوازا ہے کہ وہ بظاہر دنیوی علوم کا بھی اسلام اور احمدیت کی برتری ثابت کرنے کے لئے نہایت گہرا مطالعہ کریں۔ جب وہ یہ علمی ریسرچ اس اعلیٰ مقصد کو سامنے رکھ کر کریں گے تو ان کا یہ کام بھی عبادت کا رنگ اختیار کر جائے گا۔ پس وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ اس کی ایک اٹل تقدیر کے اظہار کا ذریعہ بنیں یعنی اس قدر علم اور معرفت میں ترقی کریں کہ باقی سب دنیا کو پیچھے چھوڑ جائیں۔ حضرت ....

"... پر تیر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ "عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے"۔ (تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۴۶۱)

اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ حضور ...... کے متبعین میں سے ایسے سائنسدان پیدا ہوں گے اور انشاء اللہ کثرت سے ہوں گے جو آسمانوں کی سیر کرنے والے ہوں گے۔ اور جو وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ یعنی آخری زمانہ میں آسمان کی کھال اتاری جائے گی (قرآن کریم پارہ ۳۰ سورۃ التکویر) کے تحت نئے سے نئے آفاقی انکشافات کا اظہار کرنے والے ہوں گے۔
سیدنا حضرت ...... کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی سیر کرنے والے سائنسدان جتنے حضرت عیسےٰ کی طرف منسوب ہونے والی اقوام نے پیدا کئے ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں انشاء اللہ احمدیت پیدا کرے گی اور اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ سیدنا حضرت ...... بنصرہ العزیز نے بھی گذشتہ جلسہ سالانہ پر یہی دعا فرمائی تھی کہ :۔
"آسمانوں کی سیر کرنے والے دماغ ہمیں اللہ تعالیٰ عطا کرے" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۸۰ء)

نعتِ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

السلام اے مصطفٰے اے سرورِ ہر دو جہاں — السلام اے فخرِ موجودات فخرِ مرسلاں
ختم ہیں تجھ پر یہ کمالاتِ نبوت کے نشاں — تیرے پُر انوار جلوؤں سے ہے روشن سب جہاں
تیری مدحت سے درخشاں ہیں زمین و آسماں
السلام اے سرورِ کونین فخرِ دو جہاں

السلام اے رحمتِ حق رحمۃٌ للعالمین — باعثِ تخلیقِ عالم ہادیٔ دینِ متیں
عاشقِ بارِ ازل اے وارثِ جانِ حزیں — ماہتابِ ھلْ اتٰی اے آفتابِ مرسلیں
تیری یکتائی پہ قرباں اے نبی آخر زماں
السلام اے سرورِ کونین فخرِ دو جہاں

قابَ قوسین اَوْ ادنٰی ہے تیری شانِ مبیں — باعثِ تکوینِ عالم افتخارِ مرسلیں
رونقِ بزمِ جہاں گنجِ سعادت کے امیں — قلزمِ شفقت ہے تو اے نورِ ربّ العالمیں
یا محمدؐ یا مزمّل یا نبیٔ دو جہاں
السلام اے سرورِ کونین فخرِ دو جہاں

اعلیٰ و اکمل خدا کے بعد ہے اک تیری ذات — دونوں عالم تیری اک ذات فخرِ کائنات
توڑ ڈالے تو نے دنیا میں سبھی لات و منات — اے محمدؐ تیری ہی خاطر بنے ہیں شش جہات
تیرے ہی فیض و کرم سے ہوں نبوت کے نشاں
السلام اے سرورِ کونین فخرِ دو جہاں

منبعِ مہر و وفا اے محسنِ ارض و سما — مصدرِ نورِ الٰہ اے موجبِ فضلِ خدا
اک نگاہِ لطف ہو مجھ پر اے شاہِ دوسرا — منتظر مدت سے ہے تیرا ایازِ بے نوا
اے مرے آقا مرے پیغمبرِ عالی مکاں
السلام اے سرورِ کونین فخرِ دو جہاں

(ڈاکٹر مرزا احمد یوسف ایاز۔ بدوملہی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک مکتوب

آج رسالہ انصار اللہ آیا جس میں آپ نے حضرت ...... کے عاشق صادق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔ جب تک یہ حالات ختم نہ ہو گئے دل کو چین نہ آیا۔ حالات یہ تھے کہ دل چاہتا تھا کہ یہ سلسلہ ختم نہ ہو۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے بزرگوں کے حالات جو سلسلہ شروع کیا ہے یہ چلتا رہے۔ مجھے بھی اکثر و بیشتر حضرت میر صاحب سے ملنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ صبح کو سکول جاتے وقت عموماً میر صاحب دروازہ کی سیڑھی پر ہی تشریف فرما اخبار دیکھتے نظر آتے اور مصافحہ کا موقع ملتا رہتا تھا۔

خاکسار کے نانا جی جب بیمار ہوتے تو خاکسار ان کے ہمراہ حضرت میر صاحب کے ہاں جاتا رہتا تھا۔ اس طرح واقفیت پیدا ہو گئی تھی۔ ایک دفعہ آپ بیمار تھے اور اس کمرہ میں جو باغ کے اندر کی طرف تھا آپ لیٹے تھے۔ خاکسار میٹرک کا امتحان دے رہا تھا۔ صبح جاتے وقت دعا کے لئے عرض کرتا اور واپسی پر پرچہ دکھا کر واپس گھر آتا۔ یہ واقعہ شاید انہی دنوں کا ہے یا کسی اور وقت کا کہ ایک نوجوان لڑکا خاکسار کی موجودگی میں حضرت میر صاحب کی خدمت میں کاغذ پر دستخط کروانے آیا کہ مرزا احمد شفیع صاحب کی دعوتِ ولیمہ ہے۔ آپ نے اس فہرست پر نگاہ ڈالی اور فرمایا میں اس میں شامل نہیں ہونگا۔ اس پر نوجوان کچھ حیران ہو گیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ولیمہ تو غرباء کا کھانا ہے مجھے اس میں کسی غریب کا نام نظر نہیں آتا۔ اس پر وہ نوجوان واپس چلا گیا اور تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد آیا اور خاکسار ابھی آپ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا اور کاغذ پیش کیا جس پر قادیان کے دار الضعفاء کے تمام بچوں کے نام تھے اور اس کے علاوہ بھی کچھ اور نام تھے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اب آؤں گا اور کاغذ پر دستخط فرما دیئے۔ اللہ اللہ۔ کتنا عشق تھا آنحضرت صلعم سے اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔

جب قادیان پر حملہ ہوا۔ اور محلہ جات کے احمدی بورڈنگ تحریک جدید میں اور اندرون شہر کے لوگ اندر مقید ہو گئے اور کچھ دنوں کے بعد اندرون شہر کے ہمیں بورڈنگ جانے کی اجازت ملی۔ راستہ حضرت میر صاحب کے سامنے سے جانے کا تھا۔ خاکسار کئی دوسرے دوستوں کے ہمراہ کچھ

سامان لے کر جا رہا تھا۔ حضرت میر صاحب کے مکان کے سامنے کتب کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ وہاں پاس ہی ایک رومال میں کوئی چیز لپٹی ہوئی تھی جو خاکسار نے نظر بچا کر اُٹھالی۔

جب واپس آئے اور اس کو کھولا گیا تو اس میں ایک رجسٹرڈ لفافہ تھا جس میں حضرت ...... کے اپنے ہاتھ سے تحریر کردہ خطوط رکھے ہوئے تھے جو کہ وہاں ہم نے آپس میں تقسیم کر لئے تھے جن میں سے ایک اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔

اسی طرح حضرت میر صاحب عموماً جب حضرت ...... درس القرآن بعد نماز عصر فرمایا کرتے تھے۔ خاکسار کے پاس تشریف رکھتے تھے اور ایک دن بہت پیار سے فرمایا۔ کہ یہ جگہ جہاں ٹیک لگانے کے لئے دیوار بھی تھی میرے لئے ریزرو رکھ لیا کرو۔ اس کے بعد خاکسار نے اس بات کی پابندی کی کہ یہ جگہ حضرت میر صاحب کے لئے رکھ لی جائے۔

ان بزرگوں کے حالات ہمارے لئے راہ منزل ہیں۔ خدا کرے ہم میں وہ جذبہ شوق پیدا ہو جو حضرت اقدس ہمارے اندر دیکھنا چاہتے تھے۔ آمین

(خاکسار سیّد سعید احمد وادہ برن)

دُعاءِ کامل کے لوازمات

"دُعاءِ کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اسمیں رقّت ہو۔ اضطراب اور گدازش ہو جو دعاء عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور پھر اس کا علاج یہی ہے کہ دُعاء کرتا رہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۹۳)

ان سے ملیئے ـــــ نعیم احمد خان صاحب ناظم انصار اللہ ضلع کراچی

کراچی کی مجلس انصار اللہ بہت فعّال اور چوٹی کی مجالس میں سے ہے۔ کئی دفعہ انہوں نے علم انعامی حاصل کیا۔ ان کے ناظم ضلع سے ہمارے نامہ نگار کی ملاقات پیش خدمت ہے۔ اُمید ہے مجالس اپنے کام میں راہنمائی کے لئے اسے بہت مُفید پائیں گی۔ (ادارہ)

نعیم احمد خان صاحب ایم۔ایس۔سی ـــــ آپ گیس کمپنی کراچی میں جنرل مینجر ہیں۔ آپ نے انگلستان میں گیس انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کی۔ سلسلہ کے آپ بہت سرگرم رُکن ہیں۔ کم گو۔ لیکن بات کو تول کر بولتے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں آپ کو ناظم ضلع نامزد کیا گیا۔ چالیس کے سِن سے پہلے مجلس خدام الاحمدیہ میں ضلع کے ناظم رہے ہیں۔ چالیس سال کو آپ پہنچے تو مجلس انصار اللہ میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ کراچی کے انصار کی تعداد چھ سو تیس ۶۳۰ ہے۔ کام میں سہولت کے لئے مجلس کو چھ علاقوں میں تقسیم کیا گیا۔ مجلس ناظم آباد۔ عزیز آباد۔ مارٹن روڈ۔ صدر۔ ڈرگ روڈ۔ لانڈھی کورنگی۔ ہر مجلس کا علیحدہ زعیم ہے۔

۱۹۷۸ء میں ضلع کراچی نے تمام مجالس میں اوّل پوزیشن حاصل کی اور حسب روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے علَم انعامی مجلس انصار اللہ حاصل کیا۔ ۱۹۷۹ء میں آپ نے دوئم پوزیشن حاصل کی اور ۱۹۸۰ء میں مجلس عزیز آباد کراچی کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔

۱۹۶۹ء میں جب محمد شفیع خان صاحب ناظم ضلع تھے مجلس نے اوّل پوزیشن حاصل کی ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۳ء

۱۹۷۵ء میں جب کیپٹن سیّد افتخار حسین صاحب ناظم ضلع تھے مجلس نے دوم پوزیشن حاصل کی۔

مجلس کراچی کا بجٹ اب تین لاکھ کے قریب پہنچ چکا ہے اور انشاءاللہ یہ ہر سال بڑھتا جائے گا۔ مجلس اپنا اب بجٹ سو فی صد پورا کرتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات کچھ زائد۔

ترقی کے اسباب

میرے اس سوال پر کہ آپ کی مجلس کی ترقی کے اسباب کیا ہیں نعیم احمد خان صاحب نے جواب دیا:

(۱) خلیفۂ وقت سے دُعا کے لئے عرض کرنا۔ ہر کام شروع کرنے سے پہلے حضور کی خدمت میں دُعا کیلئے لکھتا ہوں۔ مثلاً ہمارا اجتماع ہے۔ جہاں بھی حضور تشریف فرما ہوں۔ وطن میں یا وطن سے باہر آپ کی خدمت میں دُعا کے لئے لکھتا ہوں۔

(۲) عہدیداران کے انتخاب میں تقویٰ۔ تجربہ اور خدام الاحمدیہ میں اُن کی تربیت کو مدِّنظر رکھتا ہوں۔

(۳) کوشش کرتا ہوں کہ مجلس کے کام میں زیادہ سے زیادہ ممبران دلچسپی لیں۔ بلکہ یہ کہ ہر ممبر دلچسپی لے۔

(۴) باقاعدہ میٹنگ۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ تین ماہ میں ضلع کی ایک میٹنگ ہو۔ لیکن میں دو ماہ میں تین بار میٹنگ بلاتا ہوں۔

(۵) پانچواں ترقی کا سبب انہوں نے یہ بیان کیا کہ مجلس میں TEAM WORK ہے۔

(۶) مرکز سے تعلق۔ انہوں نے بتایا کہ جس سال ہم نے عَلَمِ انعامی حاصل کیا اُسی سال صدر محترم نے کراچی دورہ پر ہم نے آپ سے بہت فائدہ اٹھایا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہتر کارکردگی کی توفیق عطا فرمائی۔
رسالہ انصار اللہ کے بارہ میں انہوں نے بتلایا کہ پہلے تین سَو کی تعداد میں رسالہ آتا تھا۔ اب چار سو آتا ہے۔
پہلے ضلع کے معتمد چوہدری صغیر چیمہ صاحب تھے۔ پھر عبدالشکور صاحب اسلم بنے۔

رپورٹ کی ترتیب

نعیم صاحب نے بتلایا کہ ہر شعبہ اپنی رپورٹ علیحدہ علیحدہ لکھتا ہے۔ پھر ہم اُسے ترتیب دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اپنے کام کی مرکز میں باقاعدہ رپورٹ بے حد اہم ہے۔ اگر مجلس کام کرتی ہے۔ لیکن مرکز کو اس کے کام کی نوعیت کا علم نہیں ہوتا تو اس کا کام باوجود ہونے کے صفر شمار ہوگا۔ اس لئے عَلَمِ انعامی اور سندِ خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رپورٹ کی ترتیب و ترسیل بے حد ضروری ہے۔

کام بڑھانے کے ذرائع

۱۔ میں نے آپ سے سوال کیا کہ مجلس کے کام کو آگے بڑھانے کے کیا ذرائع ہیں۔ نعیم احمد صاحب ناظم ضلع نے فرمایا۔ مرکز کے لائحہ عمل کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق اپنے کام کو آگے بڑھایا جائے۔

۲۔ [illegible] کے باہمی مقابلے [illegible] جائیں۔ مثلاً تعلیم [illegible] کا کام [illegible] نے مجلس انصار اللہ کے [illegible] مجالس [illegible] مقابلہ [illegible] لائحہ عمل کے مطابق [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] مجلس کا کام آگے بڑھتا ہے۔

۳۔ اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ مجلس کا کام پیچھے نہ گرے۔ اس کے لئے ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو نئے کام کرنے والے تلاش کرتی ہے۔ اس طرح مجالس کی سطح کو مساوی رکھیں۔

۴۔ مجالس کے کام کا دورہ کرکے جائزہ لیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صرف زعیم اعلیٰ اکیلا کام کرنے والا نہ ہو۔ اس کے ساتھی بھی کام کرنے والے ہوں۔ ایک فرد پر ہی کام کا انحصار نہ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے کام نہ کر سکے۔ بیمار ہو یا باہر چلے جائیں، تو کام بند ہی نہ ہو جائے۔

ہمارے مسائل

میرے سوال پر انہوں نے بتایا کہ ہمارے مسائل میں وقت بہت بڑا مسئلہ ہے۔ رابطہ مشکل ہے۔ اس کا حل خدا کے فضل سے ہم نکال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں فون کی سہولت پیدا کی ہے۔ رابطہ میٹنگ کی صورت میں اسے حل کرتا ہوں۔ ہر مجلس میں سال میں دو دفعہ ضرور جاتا ہوں۔ ہمارے مہتممین بھی دورہ کرتے رہتے ہیں۔

آمدہ رپورٹوں کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں جس سے مجھے ان کے کام کا اندازہ ہو جاتا ہے اور میں اسے آگے بڑھانے کے لئے سعی کرتا ہوں۔

دفتر

میرے سوال پر بتلایا کہ ہمیں احمدیہ ہال میں ضلع کا دفتر قائم کرنے کے لئے کچھ جگہ مل گئی ہے۔ میری کوشش ہے کہ مارٹن روڈ پر ضلع کی نظامت کا دفتر قائم ہو جائے۔

تعلیم القرآن

ناظم صاحب ضلع نے بتلایا کہ تعلیم القرآن کے بارہ میں اجتماعی طور پر ہمارا انتظام بہت مربوط ہے۔ حضور کا ارشاد بھی ہے کہ انصار مولوی۔ بچوں کو قرآن پڑھائیں۔ ہم اس پر عمل کی کوشش کرتے ہیں۔

کتب حضرت ......

حضرت مسیح ...... کو دنیا یا آسمان سے دودھ اترا ہے اسے محفوظ کرو۔ یہ دودھ علم لدنی ہے۔ جو آپ نے خدا سے علم پا کر دنیا کو دیا۔ دینی، علمی، نوعی مسئلہ پر آپ کی تقاریر اور تحریرات موجود ہیں۔ اگر

جماعت کما حقہٗ اس سے فائدہ اٹھائے۔ تو ہماری کایا پلٹ سکتی ہے۔ میں نے ناظم صاحب ضلع سے دریافت کیا کہ اس کے لئے آپ کی مجالس کیا کرتی ہیں تو آپ نے مجھے بتلایا کہ مرکزی امتحانات میں شرکت کے لئے دوستوں کو تحریک کی جاتی ہے۔ اس میں تیس فی صد کے قریب احباب شامل ہوتے ہیں۔ میرے سوال پر کہ اس میں تناسب فی صد کیوں کم ہے تو آپ نے فرمایا۔ لوگوں کو امتحان کا حجاب ہوتا ہے۔ اس بارہ میں گزارش یہ ہے کہ مرکز کی طرف سے امتحان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ احباب کتاب پڑھ لیں۔ پھر اس میں سے اخذ تو ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق کرنا ہے۔ ہمارا نظریہ صرف یہ ہے کہ احباب مطالعہ کریں۔ امتحان کا مقصد کسی کو فیل کرنا نہیں ہوتا۔

ذیلی تنظیموں کا فائدہ

نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع نے ایک بہت عمدہ نکتہ بیان فرمایا کہ اب ہر دن جو طلوع ہوتا ہے ہمیں بہتر کارکن مہیا کرتا ہے۔ اطفال کی تنظیم کے نتیجہ میں جماعت کو بہتر تربیت یافتہ خدام ملے اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے نتیجہ میں مجلس انصار اللہ کو بہتر تربیت یافتہ انصار ملے۔ اب بفضلہ تعالیٰ چالیس سالہ بہتر تربیت یافتہ انصار اللہ میں آرہے ہیں جس سے انصار اللہ کے کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتری کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام ممبران اور عہدیداران کو اپنے فرائض پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

نعیم صاحب کے اس خیال نے میری توجہ کو حضرت مصلح موعود کی بابرکت روح پرور قیادت کی طرف مبذول کیا کہ کس طرح خلفائے احمدیت جماعت کی تربیت کے لئے مختلف سکیمیں جماعت کے سامنے رکھتے ہیں۔ اللہ اس آنکھ کو ٹھنڈا رکھے جو اس نور کو دیکھتی ہے۔

انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات

تمام ناظمین و زعماء اعلیٰ اور زعماء سے درخواست ہے کہ نئے سال کے دوران مقامی یا ضلعی سطح پر تربیتی اجتماعات منعقد کرنے کے لئے تاریخیں اور پروگرام تجویز کر کے صدر مجلس کی خدمت میں برائے منظوری ارسال فرمائیں۔ خدا کے فضل سے مجلس انصار اللہ کے تربیتی اجتماعات بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوتے ہیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کی خصوصی تقریب

(مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل۔ منتظم اشاعت مجلس انصار اللہ ضلع کراچی)

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے زیر انتظام ایک خصوصی تقریب ۱۲ دسمبر بروز جمعۃ المبارک ساڑھے سات بجے صبح عزیز بھٹی پارک کے وسیع سبزہ زار پر منعقد کی گئی۔ اس خصوصی تقریب میں شرکت کے لئے انصار کثیر تعداد میں سائیکلوں پر بھی تشریف لائے کیونکہ اس تقریب کا مقصد ان خدام کی حوصلہ افزائی اور پذیرائی تھا جو گذشتہ مرکزی اجتماع خدام الاحمدیہ میں شرکت کے لئے سائیکلوں پر کراچی سے ربوہ تک کا تقریباً ۸۵۰ میل سفر کرنے کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ تقریب کا آغاز مکرم محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت کراچی کی صدارت میں ہوا۔ مکرم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب اسلم منتظم عمومی نے تلاوت فرمائی اور خاکسار آفتاب احمد بسمل نے ایک نظم پیش کی۔ اس کے بعد مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد نائب ناظم ضلع کراچی نے سائیکل چلانے کی افادیت کے موضوع پر خطاب کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ حضور نے سائیکل سکیم سات سال پہلے شروع کی تھی اور آج پیٹرول وغیرہ کی مہنگائی اور کمیابی کے پیش نظر اس سکیم کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

ازاں بعد مکرم محترم نعیم احمد خالد صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع کراچی نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم سید نعیم احمد نے جو خدام الاحمدیہ کے سائیکل سفر میں امیر قافلہ تھے اپنے تاثرات پیش کئے۔ انہوں نے بتایا کہ سب سے پہلے ۱۹۷۳ء میں خدام کا ایک قافلہ سائیکلوں پر کراچی سے ربوہ گیا تھا انہوں نے یہ فاصلہ دس دن میں طے کیا پھر ۱۹۷۹ء میں دوسرے قافلے نے ساڑھے سات دن میں یہ سفر طے کیا اور اب اس سال ۱۹۸۰ء کے مرکزی اجتماع خدام الاحمدیہ میں شرکت کے لئے، خدام کا جو قافلہ گیا اس نے سات دن میں سفر مکمل کر کے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ امید ہے اگلے سال انشاء اللہ اس سے بھی کم مدت میں یہ فاصلہ طے کیا جائے گا۔ دوران سفر اللہ تعالیٰ کی نصرت کے متعدد واقعات کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے احباب سے دعا کی درخواست کی۔

ازاں بعد مکرم مرزا تنویر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی نے انصار احباب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے خدام کی اس رنگ میں حوصلہ افزائی کی۔

آخر میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے قیمتی نصائح سے نوازا۔ انہوں نے فرمایا کہ انسان کو ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ انہوں نے امام وقت کی اور حضور کے ارشادات کی تعمیل کی افادیت کی

طرف خصوصی توجہ دلائی۔

آخر میں امیر صاحب نے دعا کرائی اور اس کے بعد احباب کی ناشتہ سے تواضع کی گئی۔

۲

نماز باجماعت کی اہمیّت کے سلسلے میں مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کی مساعی

نماز باجماعت کا قیام اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے محتاج بیان نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی بہت بڑی اکثریت اس اہم فریضہ کی بجا آوری میں تندہی سے مصروف ہے لیکن چونکہ بسا اوقات کسل اور سستی کی وجہ سے اس کی طرف کہیں کہیں کمی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

فذکّر اِن نفعت الذکریٰ

کہ یاد دلاتے رہو کیونکہ یاد دلانا فائدہ پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اسی ارشاد کی تعمیل میں مکرم نعیم احمد خان صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع کراچی نے مہتمم عمومی مکرم عبد الشکور صاحب اسلم اور مہتمم تربیت مکرم شیخ ظفر احمد صاحب کے ہمراہ کراچی کے مختلف حلقوں کی مساجد میں نماز فجر کی ادائیگی کا پروگرام بنایا۔ خدا کے فضل سے اکثر مساجد میں حاضری تسلی بخش تھی البتہ دو ایک جگہ حاضری میں کمی کے آثار نظر آئے ان مساجد میں مکرم ناظم صاحب نے بار بار تشریف لے جا کر احباب کو توجہ دلائی اور خدا کے فضل سے اس کا بہت عمدہ اور نمایاں نتیجہ نکلا۔ اسی سلسلے میں حلقہ لیاقت آباد کی مسجد میں ۱۴ مارچ بروز ہفتہ نماز مغرب کے بعد ایک نشست کا انتظام کیا گیا اس مجلس میں انصار، خدام اور اطفال سبھی شریک ہوئے۔ سب کو اظہار رائے اور تجاویز پیش کرنے کی دعوت دی گئی تاکہ مسجد میں زیادہ سے زیادہ دوستوں کو حاضر ہونے اور نماز باجماعت کی برکات سے مستفیض ہونے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ یہ مفید اور دلچسپ نشست تقریباً دو گھنٹے جاری رہی اور احباب نے اس میں بڑی دلچسپی کے ساتھ حصّہ لیا۔

مکرم ناظم صاحب نے بڑے دوستانہ اور مشفقانہ انداز میں نصائح فرمائیں اور قادیان اور ربوہ کے پرانے احباب کا اسوہ پیش کر کے ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجلس کی مساعی میں برکت ڈالے اور ہم سب کو نماز باجماعت کی افادیت سے پوری طرح متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

لائحہ عمل برائے مجالس انصار اللہ

تمام محترم ناظمین، زعما اعلیٰ اور زعماء مجالس انصار اللہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرکزی قائدین کی هدایات پر مشتمل لائحہ عمل طبع ہو کر تمام مجالس کو بذریعہ ڈاک بھجوایا جا چکا ہے۔

لائحہ عمل سے متعلق صدر محترم نے بنام صدارت مجالس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پس آگے بڑھیں۔ اور ہر شعبہ میں آگے بڑھیں۔ سال تو دُور کی بات ہے کوئی مہینہ ایسا نہ گزرے جو آپ کو اُسی مقام پر کھڑا پائے جہاں گزرے ہوئے مہینہ میں آپ کو دیکھا تھا کوئی ہفتہ ایسا نہ آئے جو آپ کو اسی حالت میں پائے جو گذشتہ ہفتہ میں آپ کی حالت تھی۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی مجالس سے تو کم سے کم توقع یہ ہے کہ آپ پر کوئی سورج غروب نہ ہو جو گذری ہوئی شام کے سورج کی نسبت آپ کو پہلو سے آگے بڑھا ہوا نہ دیکھے اور کوئی سورج ایسا طلوع نہ ہو جو یہ گواہی نہ دے سکے کہ آپ گذری ہوئی صبح کے مقابل پر ایک بلند اور روشن تر مقام پر فائز ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو"

صدر محترم کی ان بلند توقعات پر پورا اُترنے کے لئے لازم ہے کہ مجالس لائحہ عمل کی شعبہ وار تفصیلات کا بغور مطالعہ کر کے دوران سال ان پر عملدرآمد کرائیں۔ اور اس سلسلہ میں اگر کسی مسئلہ یا معاملہ کی وضاحت درکار ہو تو متعلقہ قائد صاحب سے دریافت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عہدیداران مجالس کو مقبول خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قائد عمومی)

بدل اشتراک

- اندرون ملک   پندرہ روپے   سالانہ
- غیر ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک سو (۱۰۰) روپے   سالانہ
- ″ ″ بحری ڈاک چوالیس (۴۴) روپے   سالانہ

قیمت فی پرچہ   ڈیڑھ روپیہ   1-50

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی توسیع

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی توسیع کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے مبلغ تین صد یا اس سے زائد رقوم ادا فرمائی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ دیگر مخیر احباب بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لے کر توسیع مکان کے لئے الٰہی ارشاد کی تعمیل کا عملی مظاہرہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ آمین ؟

۱۔	مکرم حافظ سراج الدین صاحب زرگر مرحوم آف بنگے ضلع گجرات منجانب لیسر حاجی امان اللہ صاحب نیو ی چک کھوسکی ضلع بدین	۲۰۰۔۰۰ روپے
۲۔	مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر احمد خاں صاحب بھٹی چک ۳۷ جنوبی ضلع سرگودھا	۵۰۰۔۰۰ ،،
۳۔	مکرم چوہدری وزیر محمد صاحب مرحوم منجانب دختر امۃ الکریم صاحبہ ایم۔ اے لیکچرار جامعہ نصرت ربوہ	۳۰۰۔۰۰ ،،
۴۔	،، بشیر احمد صاحب امیر الٰہی بخش غافل ضلع سکھر۔	۳۰۰۔۰۰ ،،
۵۔	،، بابو شمس الدین صاحب مرحوم منجانب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کمن آباد لاہور	۳۰۰۔۰۰ ،،
۶۔	محترمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ بابو شمس الدین صاحب مرحوم منجانب مسعودہ رانی صاحبہ اقبال ٹاؤن لاہور	۳۰۰۔۰۰ ،،
۷۔	،، ولایت بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ ملک معراج الدین صاحب منجانب بچگان مرحوم اقبال ٹاؤن لاہور	۳۰۰۔۰۰ ،،
۸۔	مکرم میاں بشیر الحق صاحب زرگر۔ پتوکی ضلع قصور	۳۰۰۔۰۰ ،،

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

صف دوم کے انصار متوجہ ہوں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ صف دوم (۴۰ سے ۵۵ سال کی عمر) کے انصار عملی کاموں میں خدام کی طرح حصہ لیں۔ اور ایک کام ان کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ سائیکل خریدیں، سائیکل چلانا سیکھیں، سائیکل چلانے کی عادت ڈالیں اور اپنی مجلس کے خدام کے ساتھ مل کر اپنے ماحول میں سائیکل سفر پر جائیں اور جہاں جائیں وہاں ممکن خدمت خلق بجا لائیں اور قرآن کریم کی اشاعت کے لئے کوشش فرمائیں۔

انصار اور عہدیداران انصار کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس بابرکت تحریک پر بھرپور عمل کریں اور رپورٹ بھجوائیں۔

(نائب صدر صف دوم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

امام الزمان کی ہمدردی و غمخواری

''اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رھتا ھوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام اور آسائش سے رھیں - یہ ھمدردی اور یہ غمخواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے نہیں بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رھتی ہے خواہ وہ کتنے ھی کیوں نہ ھوں - اسی طرح میں للّٰہی دلسوزی اور غمخواری اپنے دل میں اپنے دوستوں کیلئے پاتا ھوں - اور ھمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ھوئی ہے کہ جب ھمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ھے تو طبیعت میں ایک بیکل اور گھبراھٹ پیدا ھو جاتی ہے - اور ایک غم شامل حال ھو جاتا ہے اور جوں جوں احباب کی کثرت ھوتی جاتی ہے اسیقدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رھتا جبکہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ھو - کیونکہ کثیرالتعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ھو جاتا ھے - اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بیچینی پیدا ھو جاتی ہے میں نہیں بتلا سکتا کہ کسقدر اوقات غموں میں گذرتے ھیں - چونکہ اللہ تعالی کے سوا اور کوئی ایسی ھستی ایسی نہیں جو ایسے ھموم اور افکار سے نجات دیوے اس لئے میں ھمیشہ دعاؤں میں لگا رھتا ھوں اور سب سے مقدم دعا یہی ھوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ھموم اور غموم سے محفوظ رکھے'' -

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۰۰—۱۰۱)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا